

ولقد جاءهم من الانباء ما فيه من حكمة بالغلة ط  
 هو الذي بعث في الامم رسولاً منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم  
 والحكمة كما آتانا الله تعالى الذل الى سبيلك بالحكمة والموعظة الحسنة  
 کتاب فقرا ویا چہ راست  
 کسی چون او بلوغ از حیرت دل  
 جزو فقر اندر قبای شای آید  
 ز درویشیش هر کس را نشان است  
 سواد لولک ملک خواجہ ماست  
 نرغشته بدیع از نقش بندان  
 بشدیر عید الهی آمد  
 روانی خواجگی در پاکشان است

الحکیمۃ شجرتہ الامم العبد الالہی خلق الہدی  
 الیوہر العلیۃ فی العلوم التجلیۃ و اشعۃ الورد عبید حرری ایت الباری  
 وبعض منہ هذا الكتاب اسمه

# حکمت الشفاء

حصہ اول

جس میں بدلائل یقینہ ثابت کیا گیا ہے کہ زمین کی شش متعبد  
 کا مسئلہ باطل ہے

مصنف

محمد گوہر علی علوی صوفی نحوی عفی اللہ عنہ متوطن لودھی تحصیل گوجران  
 و معقول بنام نامی دہسم می غورہ صوفی و قطب ربانی طالع الحرمین الشریفین نجاف قاضی  
 فضل الدین صاحب حاجی لودھی رحمۃ اللہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارفانہ حنا



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى - ابدا حق عباد الله محمد علی  
علوی حنفی عفی عنہ صوفی طاہر طوسی منشی فاضل طالبان حق کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ عاجزانہ  
قبل ازین کتاب حکمتہ اللہ الباقیہ میں سدا کشش زمین (جس کو انگریزی زبان میں تیسوی  
آف گرینویشن کہتے ہیں) پھر بھی بحث کی ہے۔ مگر وہاں بہت اختصار سے کام لیا گیا تھا۔ جو  
ناظرین باہمین کی تسلی بخشنے میں راجح مکتفی نہ تھا۔ لہذا اس میں سدا کو اب کسی قدر توضیح کی گئی  
لکھا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کو اس مسئلے سمجھنے میں کوئی دقت و تکلیف نہ ہو۔ اور خاطر خواہ تسلی و  
تکفی ہو جائے۔ واللہ استعین دہو الموفق والمعلین دامایہ الا اصلاح ما استطعت و  
توفیق الا باللہ علیہ توکلتم و ہو رب العرش العظیم ۛ

واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اور حکما سابقین اس بات کے قائل تھے کہ گرنے والے اجسام جو  
ادھر سے نیچے آتے ہیں۔ ان کے نیچے آنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اجسام و افعال بالطبع مائل بمركز ہیں  
اسی وجہ سے پتھر وغیرہ نیچے آتے ہیں۔ پتھر کا نیچے آنا اس امر کو ثابت نہیں کرتا۔ کہ پتھر کو زمین  
اپنی قوت متغیرہ اور قابضہ و قاسرہ سے (جو بمعنی آردن و انگندن ہے) کھینچ کر اپنے ادھر  
گرا لیتی ہے۔ یہ مرکز نہیں۔ بلکہ پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ اپنے طبعی میلان بمركز سے (جو  
بمعنی آمل و اعتدال ہے) خود بخود زمین پر آکر گرتے ہیں۔ اور موجودہ سائنسدان  
کہتے ہیں کہ زمین کی کشش متغیرہ (جو بمعنی آردن و انگندن ہے) پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ کو  
کھینچ کر اپنے ادھر گراتی ہے۔ کیونکہ سائنس دانوں نے ایک قانون مقرر کیا ہے۔ چنانچہ  
کتاب تحفہ سائنس صفحہ ۱۷۷ میں لکھا ہے۔ کہ حرکت کا پہلا قانون نیوٹن کے الفاظ میں  
یوں ادا کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک جسم تا وقتیکہ اس پر کوئی طاقت عمل نہ کرے۔ اپنی سکون یا  
حرکت کی حالت پر قائم رہتا ہے یا بالفاظ دیگر اگر کوئی طاقت ایک متحرک جسم پر عمل کرے  
تو وہ یکساں رفتار کیا متحرک رہتا ہے۔ تحفہ سائنس صفحہ ۱۷۷ اور حکما سابقین نے  
یہ قانون مقرر کیا تھا۔ کہ جسم ساکن کبھی حرکت دینے کے متحرک نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے عکس  
جسم متحرک بدون ٹھہرنے کے اپنے آپ ہی ٹھہر سکتا ہے۔ اور امر حق یہ ہے کہ اگر عقل منصف اور طبع



بے لوث بطور محاکمہ ذہنی غور اور تحقیق فرمائیے تو اس پر یہ بات کاشمیر فی العبرۃ النہار ظاہر  
 روشن ہو جائیگی کہ اس امر میں جو کچھ حکمائے سابقین نے بیان کیا ہے۔ وہ بالکل درست و درست ہے  
 اور بعد ازیں مفہوم الحق بیلودلایلی (حق ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے۔ منلو بھی نہیں جتا) بعض سائنس  
 دانوں کو مجبوراً اس قدر لکھنا پڑا ہے چنانچہ سائنس میں لکھا ہے۔ کہ گویہ امر عام طور پر واقع نہیں ہے  
 کہ زمین میں کشش کی طاقت کیوں موجود ہے۔ یا سب سے کشش کا صحیح مفہوم کیا ہے کشش اور  
 کھینچنا وغیرہ۔ سب مختصر نام ہیں۔ ان وسیع مشاہدات کے جو سطح زمین کے اوپر انسان روزمرہ چیزوں  
 کے زمین کی طرف گرنے کے متعلق کرتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر جاہل راہ راست یہ مشاہدہ نہیں ہے  
 کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بلکہ مشاہدہ حرث اس قدر ہے۔ کہ وہ اجسام جن کے نیچے  
 کوئی مہل نہ رکھا جائے۔ زمین کی سطح کے اوپر گر پڑتے ہیں۔ تحفہ سائنس صفحہ ۱۷۹ مولانا  
 شبلی خانی رومی اپنی کئی تصنیفات میں لکھتے ہیں۔ "اور یہ ہے جو چیزیں گرتی ہیں۔ اور زمین پر آتی ہیں یونانی  
 حکما کی تحقیقات کے مطابق اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان چیزوں کا مرکز زمین ہے۔ اور ہر چیز مرکز کی طرف  
 کھینچتی ہے۔ لیکن نیوٹن نے اس کی غلطی ثابت کی اور بتایا کہ تمام اجسام میں جذب کی خاصیت ہے۔ اور  
 چونکہ زمین کا بڑا جسم ہے۔ اس لئے وہ اپنے سے چھوٹے تمام جسام کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ لیکن اس سے اصل  
 مسئلہ حل ہوا۔ اس قدر بے خبر معلوم ہوا۔ کہ اوپر سے گرنے کی حالت تجاذب اجسام ہے۔ لیکن تجاذب اجسام  
 کی کیا علت ہے۔ یعنی اجسام میں جذب کی خاصیت کیوں ہے۔ یہ مسئلہ بھی اسطرح لایا جھل ہے۔ بدیلت  
 فلسفی نے تحقیق متواتر کشتہ گذشت راز و گران راز کا افشا میا کرد  
 اسی بنا پر دقیق النظر حکما کا یہی مذہب ہے۔ کہ جو کچھ معلوم نہیں۔ سقراط نے تمام علمی تحقیقات کے بعد کہا تھا  
 معلوم شد کہ یہ صحیح معلوم نہ شد

حکما کے نزدیک مقرر ہے۔ کہ جو چیز زمین میں زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بہ سبب طبیعت اور باعث کشش  
 ذاتی کے مرکز کی طرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ ان قرار پائے۔ ہر اوسطے یہ بات مقرر ہوئی۔ کہ زمین سب سے بھاری  
 ہے۔ پس جب ہو گیا کہ زمین سب سے بھاری و ثقیل ذاتی کے مرکز عالم پر تیز پڑے چنانچہ حکیم بطلمیوس وغیرہ  
 اسطرح ایسے دیگرہ کا برخلاف حکیم فیثاغورس کے یہی مذہب ہے۔ حکیم بطلمیوس اپنی کتاب الجسطی میں  
 لکھتا ہے۔ والارض کل اجزاء کا کثرتہ دی کا مرکز۔ لیسما۔ کا نقطہ عند کثرۃ الثوابت وغیر  
 منقلا عن الوسط۔ بطلمیوس نے بھی فرمایا ان الارض لیس لھا حرکت انتقالیۃ لانھا فی الوسط







آئل :- فوق پر ۔ ادیری مذہب ارسطو ٹائیس اور بطلمیوس وغیرہ قدما کا ہے ۔  
 مگر چونکہ سائنس دانوں نے اپنی بنیادیت سے توحی اور لایرواہی سے حکماء متقدمین اور اساتذہ  
 متطبیین کے دلائل قوی اور برہانین مبین کو نہ سمجھا کہ ان کا اصول بر طرح طرح کے اعتراض و جرح اور قسم قسم  
 کے رد و قبح کے ہیں اور اس قدر پر ہی ہیں انہیں کی ۔ بلکہ ان کے نفوس خواہشمند متوفیہ اور ارجح  
 مقدمہ و ذکیہ پر غیظ و غضب کیسا تھا کہ کئی کئی چنانچہ ان میں سے بعض نے ارسطو ٹائیس کی نسبت  
 تھکے کساٹیس میں عبارت ذیل لکھی ہے ۔ ” دنیا میں اگر کئی برسے نام کے فیروز تکبیری نوع انسان  
 کو گمراہ کیا ہے ۔ تو وہ ارسطو کا نام ہے ۔ ارسطو کا معمول تھا ۔ کہ ناکافی مشاہدات کی بنیاد پر غلط نتائج تجلری  
 سے مرتب کر لیتا تھا ۔ اور دنیا اس کے اقوال کو صحیح مان لیتی تھی تھکے کساٹیس صفت اور اسی کتاب میں  
 دوسری جگہ مرقوم ہے ۔ گو دھرم کی حقیقت سے لوگ زمانہ قدیم میں ناواقف تھے ۔ لیکن اسلام  
 پر سب متفق تھے ۔ کہ یہ ایک ادبی چیز ہے ۔ اور اس کے نیچے گونے کی جگہ دھرم کے ادب جانے کا  
 مشاہدہ نہیں اس کیلئے قائم کرنے میں ( کہ زمین تمام مادی اجسام کو اپنی طرف کھینچتی ہے ) مانع تھا کہ  
 کے مشاہدہ کی بنیاد پر ارسطو کا وہ علمی اور غلط قیاس مبنی تھا ۔ کہ مادی اجسام دو قسم کے ہیں مایہ و جلی جلی صحت  
 ہلکا ہوتا ہے دوسرے جن کی خاصیت ذنی ہوتی ہے ۔ ارسطو یا ارسطو کے متبعین میں سے کسی نے ہلکے اور  
 وزنی کے صحیح معنی دریافت کرنے کی کوشش نہ کی تھکے کساٹیس صفت مقام تعجب ہے ۔ کہ اس عبارت مذکورہ  
 میں ارسطو ٹائیس جیسی سچی کی نسبت ایسے نفرت آمیز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ۔ کہ حکمت کی تہمت سے  
 اسکو گمراہ کنندہ انسان کہا گیا ہے ۔ حالانکہ ارسطو ٹائیس کی نسبت کتاب فلسفہ ابن سینا میں  
 لکھا ہے ۔ کہ سلاؤن نے فلسفہ کا فن یونانیوں سے سیکھا لیا ہے ۔ اور ایسے علم کی عمل کی بنیاد کالات  
 یونان کے کھنڈروں پر رکھی ۔ یونانی فلاسفہ میں افلاطون اور ارسطو دو حکم ایسے گذرے ہیں جنکی  
 حکمت کو آج بھی منہائے عقل انسانی سمجھا جاتا ہے ۔ علی الخصوص ارسطو کی نسبت تو یہاں تک کہا جاتا ہے  
 کہ حقائق موجودات اور معرفت گذر اشیا کے متعلق جو خیالات اس نے بنائے تھے ان کے لحاظ سے کوئی  
 شخص آج تک اسکا جواب نہیں پیدا ہوا ۔ تمام قوموں نے بالا افتاز اس کو بنی نوع انسان کا استاد  
 سمجھا ہے اور کوئی علم دوست قوم انہیں نہیں جس نے ارسطو کے شاگرد و تابعین کا ایک بڑا گروہ  
 پیدا کیا ہو ۔ چنانچہ سلاؤن نے بھی جب تک توجہ نظری علوم پر مبذول کی تو جس پہلے ارسطو کی  
 تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا غیظہ الامان کی نسبت ایک روایت مشہور ہے کہ اس نے ایک دفعہ خواہی



دیکھا کہ ایک پیر و اس کو فلسفہ اور دوسرے ذہنی فن کی اشاعت کی ترغیب دے رہے تھے۔ جب جان  
اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ مجھے ارسطو کہتے ہیں۔ صبح اشکر خلیفہ کو اپنا خواب یاد آیا۔ اور اس نے ایک علمی  
سفارت قسطنطنیہ کے قیام کے پاس ارسطو کی تصانیف منگوانے کی غرض سے بھیجی۔ جب یہ تصانیف  
آگئیں۔ تو ماموں نے حکم دیا کہ ان کا ترجمہ عربی میں کیا جائے۔ چنانچہ بہت سے علماء جو یونانی اور عربی  
دونوں زبانوں پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ اس امر پر مامور کئے گئے۔ اور ارسطو کی تصانیف عربی میں  
آگئیں۔ ارسطو کی حکمت میں ناموشائش سرور دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں میں بھی ایک گروہ ایسے علماء  
کا پدید ہوا تھا۔ جن کا یہ خیال تھا کہ عقلی دلائل کی کمالات کے لحاظ سے جس حد تک وہ کمالات اس  
دنیا میں ظاہر ہو سکتے ہیں ارسطو عقل مجسم ہے۔ بالفاظ دیگر جو کچھ ارسطو نے کہا اس میں سقم اور عراض  
کی مجال نہیں۔ اس گروہ کی وقت و امتیاز کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ الفارابی اور حنبلہ  
سینا جیسے لوگ اس میں شریک ہیں۔ بوعلی سینا اور اس کے ہم خیال حکماء کے نزدیک جو نیکو امر  
ناممکن ہے۔ کہ ارسطو سے کوئی عقلی غلطی سرزد ہو۔ لہذا اگر ارسطو کے اقوال بادی النظر میں  
خلاف قیاس ثابت ہوں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان اقوال کی تہ کو نہیں پہنچ سکے۔ نہ یہ کہ  
فی الحقیقت ان میں کوئی غلطی مرکوز ہے۔ اس تحریر سے مکرر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ ارسطو کی  
وقت بر علی سینا کے دل میں کس درجہ تک جاگزیں ہے۔ تا اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جن مسئلوں پر ایسے  
عقلی مسائل میں ارسطو طایس پر غلطی کا اہتمام کیا ہے۔ وہ حق بجانب نہیں۔ وہ اس کے قوانین اور  
اصول کو سمجھ نہیں سکتے یا کسی خاص پروری سے انہوں نے ایرا کہا ہے۔

انہوں نے اس مسئلہ میں جو حکماء و دانشمندان نے اختلاف کیا ہے۔ تو اس کی غرض و غایت یہ ہے  
کہ فریقین میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے طرز و طریق کے مطابق نظام عالم کی بنیاد کے انضباط اور احکام  
کو مد نظر رکھا ہے۔ کیونکہ حکماء اور فلاسفہ نے اپنے اصول کے موافق جانب محیط کو فوق اور جانب  
مرکز کو تحت قرار دیکر زمین کو جو اجرام فلکیہ اور عناصر و اجرام ثقیلہ کو سب کے نیچے اور آسمان کے تحت  
اور پستی در مرکز میں مکن قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ قانون مقرر کیا ہے۔ کہ جو اجرام منصفہ صفت  
تفالت میں رہا بطبع خود بخود پستی اور مرکز کی طرف جانے کا میلان رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ زمین  
ان کو سب سے کشیدہ و بر خود افکندن و آوردن ان کو کچھ کر اپنے اوپر گرا دیتی ہے۔ بلکہ وہ خود  
بہشتی آمدن و بر زمین افتادن زمین پر گر رہے ہیں۔ پہلے فلاسفوں میں سے اگرچہ فیثاغورس نے



یہ عرض کیا تھا کہ زمین ایک ہم خط حرکت محوری کرتی ہوئی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور سال بھر میں سورج کے گرد گرا کر اپنا دورہ پورا کرتی ہے۔ جس سے رات دن اور چار دن موسم پیدا ہوتے ہیں۔ اور موجودہ سائنس دانوں نے بھی فیثا غورس کی اتباع کی ہے۔ مگر باقی فلسفیوں نے فیثا غورس کے اس عرض کو ناقابل اعتبار سمجھ کر قبول نہیں کیا۔ بلکہ دلائل قویہ اور براہین جلیہ سے اس کی تردید کی ہے۔

اب سائنس کے استاد لال مرقومۃ الفیل میں معرکہ مذہب رسائیس میں اس طرح لکھا ہے کہ سائنس وہ تاریخ ہے جو ذہن پر ہیں سائنس بلکہ انسان کی دماغی ترقی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہی ہے یعنی اس سال نیوٹن کی بے مثل اور زندہ جاوید کتاب پر فنیا شایع ہوئی اس اصول کی بنا پر کہ تمام اجسام ایک دوسرے کو اپنے مقدار کی نسبت مستقیم اور اپنے فاصلہ کی نسبت معکوس سے کھینچتے ہیں۔ زمین نے ثابت کر دیا کہ اجرام سماوی کے تمام حرکات کی مقول اور ثانی جبریاں کی جاسکتی ہے معرکہ مذہب رسائیس ص ۲۲۳ ایک اور کتاب میں لکھا ہے۔ اور یہ بیان کرنا باقی رہا۔ کہ گیند ہمیشہ زمین ہی کی طرف کیوں آتی ہے۔ اور اس صورت میں امریکہ والوں کے سروں کا رخ ہمارے سروں کے رخ سے مخالف ہے۔ تو پھر وہ کس طرح مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ زمین کا یہ کڑا جوہار ممکن ہے۔ ہر ایک شے کو اپنی طرف کھینچنا یا کشش کر لے ہے۔ اور یہ کچھ زمین کا ہی خاصہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز جو ہم دیکھتے ہیں یا مس کرتے ہیں اور ہر ایک شے جو دن رکھتی ہے۔ اس کا ہی عمل ہوتا ہے۔ گیند جو خود زمین پر گر رہی ہے۔ جب طرح خود اس کی طرف کھینچتی ہے۔ اس طرح اس کو بھی کھینچتی ہے۔ مگر ہر ایک کی کشش کا زور اس کے حجم کے لحاظ اور اس کے اصلی وزن کی مقدار پر موقوف ہے چنانچہ سب کی گیند اسی حجم کی ردی کی گیند سے زیادہ کشش رکھتی ہے۔ پس چونکہ زمین نہایت بڑی ہے اور گیند بہت چھوٹی اسی ہوتی ہے۔ اس سبب ہم کو فقط گیند ہی زمین کی طرف کھینچی نظر آتی اور محسوس ہوتی ہے اور وہی ایک ہی حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہے جنہاں فیہ طبعی مصنفہ بہرہ بانظر صاحب ص ۱۹ اور مولوی ضیاء الدین صاحب لکھتے ہیں۔ جس کشش کا اثر دوسرے یا پاس سے اجزاء اجسام کی بہت مجموعی میں ہوتا ہے۔ یعنی کچھ فاصلے سے ایک جسم دوسرے جسم کو کھینچتا ہے۔ اسے کشش ثقل کہتے ہیں۔ اور سب چیزیں جو گرتی ہیں زمین کی طرف میل رکھتی ہیں حقیقت میں اس میں کچھ پیدا ہوتے کا سبب کشش زمین ہے۔ اور چونکہ زمین تمام اجسام سے جو اس کی سطح پر ہیں بہت بڑی ہے۔ اس لئے وہ جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور جو چیزیں سہاگے ہیں زمین پر گر پڑتی ہیں۔ تمام اجسام خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے کشش کی طاقت



کہتے ہیں۔ اور مقدار مادہ کے موافق ایک دوسرے کو کھینچتے ہیں۔ اصول علم طبیعی ص ۱۱ پھر کہتے ہیں  
تمام سموت اجسام کشش اتصال کے سب کشش ثقل کو اپنے اوپر نہیں گرنے دیتے ورنہ کشش  
ثقل تمام اجسام کو ریزہ ریزہ کر کے زمین سے ہموا کر دیتی۔ اصول طبیعی ص ۱۱

مسئلہ کشش ثقل یا میل مرکزی مسئلہ ۱۱۶۹ علم ریاضی کے مطالعہ کرنے میں ایک فنہ نیوٹن  
کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آفتاب زمین کے گرد اور سیارے آفتاب کے گرد ہمیشہ کیوں گردش  
کرتے ہیں۔ کیونکہ قدرتی قاعدہ یہ ہے کہ ہر شے ایک خط مستقیم میں حرکت کرتی ہے۔ اگر ایک پتھر  
کو پختہ فرش کے اوپر رکھا جائے تو جب تک اسے ہوا یا خود فرش نہ روکے گا۔ وہ سیدھا حرکت

کرتا ہوا چلا جائے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اجسام فلکی دوسرے میں متواتر حرکت کرتے رہتے ہیں  
نیوٹن اس سبب میں غور کر رہا تھا۔ کہ مسئلہ ۱۱۶۹ میں وہ ایک دن ایک باغ میں بیٹھا ہوا کسی  
پر درخت سے لٹکا ہوا تھا۔ کہ یکایک ایک فاختہ کی ٹہنی سے ایک پختہ سیب زمین پر گرا۔ نیوٹن

نے اس کی طرف توجہ کی اور سوچا اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ سیب زمین پر کیوں گرا  
اُس نے ذرا ہی دیر غور و خوض کیا ہو گا۔ کہ اس کے ذہن رسلے جواب دیا کہ زمین کی کشش کے  
باعث اگرچہ یہ کوئی نیا خیال نہیں تھا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں کے دل میں

گزر چکا تھا۔ لیکن نیوٹن نے سب سے پہلے اس خیال سے فائدہ اٹھایا۔ اور اس پر عقل و ذرا  
رکھا۔ بیان تک کہ اس نے اپنے دل میں یہ رائے قائم کی کہ اگر زمین کی کشش سے پہلے زمین  
کے اوپر گرا تو آفتاب کو بھی زمین ہی اپنی طرف کھینچنی ہوگی۔ اور سطح آفتاب دیگر اجسام  
فلکی کو کھینچتا ہے۔ اسی باعث آفتاب زمین اور کل اجسام فلکی آفتاب کے گرد گردش کرتے

رہتے ہیں۔

نیوٹن کا خیال بالکل درست ہے۔ کیونکہ اگر تم ایک گیند کو ایک دورے میں پانڈھ کر  
گھماؤ تو وہ تمہارے گرد اس وقت تک گردش کرتی رہے گی۔ جب تک تم اسے کوڑھیل  
نہ کرو گے۔ جو پتھر کے دور اوٹھیل ہوا اور وہ ایک طرف سیدھی چلی جائے گی۔ اسی

طرح اجسام فلکی آفتاب کے گرد اس کی تو کشش کے دور سے روکے ہوئے گردش کرتے  
رہتے ہیں۔ نیوٹن کا خیال درست تھا۔ مگر اس نے اسے عملی صورت میں لانے کی کوشش شروع  
کر دی۔ اس نے زمین سے آفتاب تک کا فاصلہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُس میں سے

کچھ کام نہ ہوا۔ کشش ثقل سے اشیاء ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔



زمین پر جس قدر چیزیں ہیں وہ اسی کے باعث ہوئی اور اپنی اپنی جگہ پر قائم رہتی ہیں۔ درندہ  
 گر پڑیں اور لڑکتی پھریں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زمین پر سے اڑ کر خلا میں پرواز کرنے  
 لگتا علوم طبعی۔ اور مولوی ضیاء الدین صاحب کہتے ہیں کہ نظام شمسی کے موافق تمام سیاروں کو  
 آفتاب کھینچتا ہے۔ اور قوت طالبہ اور قوت ہارہ۔ دونوں قوتیں ملکر ان کو آفتاب کے گرد  
 مغرب سے مشرق کی طرف حرکت دیتی ہیں۔ اصول علم طبعی حصہ اول ص ۱۷۷  
 نظام شمسی میں زمین مغرب سے مشرق کی طرف حرکت کرتی ہے۔ اس واسطے آفتاب مشرق  
 سے مغرب کی طرف جاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اصول علم طبعی حصہ اول ص ۱۷۷  
 اور فیثاغورس اور سائینس دانوں کے اس دعوے کی تردید میں ابن فلسفہ کی ایک ذیل میں بھی  
 کہ کسی چیز کی حرکت کو جس بصر یا حس اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن زمین کی حرکت  
 ان دونوں سے معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ زمین کا سکون معلوم ہوتا ہے۔ یا کسی عنقریب طبیعت  
 اس طرح معلوم نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ اس کے جزو سے بذریعہ استقرار و کل پر استدلال کیا  
 جائے۔ کیونکہ جو طبیعت جزا کی ہے۔ وہی کل کی بھی ہوگی۔ جیسے شمع کا قلیل شعلہ اوپر کو جاتا  
 ہے۔ ایسے ہی بڑے آتشکدے کا بڑا شعلہ بھی اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اسی بنا پر اگر زمین سے  
 ایک پتھر کو اٹھا کر اوپر کو پھینکا جائے۔ تو چلیے گزردہ پتھر حرکت محوری کرتا ہوا مشرق کی  
 طرف بڑھتا چلا جائے۔ تاکہ ہم اس سے قیاس کریں۔ کہ جو خاصیت جزا کی ہے۔ وہی بعینہ  
 خاصیت کل یعنی زمین کی خاصیت ہوگی۔ کیونکہ استقرار و استدلال خاص سے عام کی طرف  
 ہوتا ہے۔ لیکن وہ پتھر اس طرح حرکت محوری نہیں کرتا۔ بلکہ وہ سیدھا خط مستقیم پر  
 عمود ڈالتا ہوا سیدھا حرکت کے ساتھ زمین پر گرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زمین  
 حرکت محوری اور مستدیرہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ جزو اور کل کی طبیعت ایک ہی ہوتی ہے۔ اور  
 زمین کی طبیعت ایک لیبیٹہ ہے۔ جو وسط عالم اور مرکز جہان میں سکون کی مقتضی ہے۔ اور  
 بالطبع صاحب میدا میل مستقیم ہے۔ اور جس شے میں میدا میل مستقیم کا بورہ حائل ہے۔ وہ  
 اس میں میدا میل مستدیرہ کا ہو۔ کیونکہ فلسفہ کے علم حرکت سکون میں ایک ثابت و غیر متغیر  
 ہے۔ کہ اول ہر ایک جسم میں کہ اول ہر ایک جسم میں میل مستدیرہ یا میل مستقیم کی حالت اور



اور میدان کا ہونا ضرور ہے۔ دوسرا ایک جسم میں دو طباعی میلوں یعنی میل سلیقم اور میل مستدر کے دو میدانوں اور علتوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جسم بیسط عنقریب میں تو بوجہ بیسط ہونے کے جو تک ایک طبیعت ہے۔ اور ایک طبیعت دو منافی چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی۔ اور جسم مرکب میں بھی دو میلوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اب یہیں تجربہ اور مشاہدہ منکرہ سے ثابت ہوا۔ کہ زمین کے اجزا میں سے کسی چیز یعنی پتھر وغیرہ کو اگر ہوا میں مینا کے ادھر سے چھوڑا جائے۔ تو وہ بوجہ اپنے میل مرکزی کے سیدھا خط سلیقم پر عمود ڈالتا ہوا زمین پر گرتا ہے۔ پس اس مشاہدہ منکرہ اور دلیل استقرائی کے جزاً و یقیناً ثابت ہوا کہ زمین میں میدان میل سلیقم کا ہے۔ نہ مستدر کا۔ کیونکہ زمین جسم عنقریب بیسط الطبع ہے اس میں دو میلوں کے میدانوں اور علتوں کا جمع ہونا بوجہ اجتماع ضدین محال ہے پس زمین کی حرکت مستدیرہ کا مذہب یقیناً باطل ہو گیا۔

اس پر سائنس دانوں نے بطالیف الجمل یہ جواب دیا۔ کہ پتھر وغیرہ جو میدان کے ادھر سے چھوڑا جائے۔ یا قریب وغیرہ کے ذریعہ ادھر کو پھینکا جائے۔ وہ بے شک خلا اور ہوا میں جکر لگتا ہوا محوری حرکت کے ساتھ مغرب کی طرف سے شرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا۔ اور یہی اس کی طبیعت ہے۔ اگر زمین اس کو اپنی قوت قاہرہ و قاسمہ جذب و کشش سے اس پر غلبہ پیا کر اس پتھر وغیرہ کو اپنے ادھر گرا لیتی ہے۔ اس سے سائنس دانوں نے تجاذب حامد کا اصول نکال کر نظام شمسی کی بنیاد کا مستقر قرار دیا۔ لیکن انہوں نے ایک اور عجیب و غریب تدبیر نکالی اور وہ یہ ہے۔ کہ اس کو کشش کو نیوٹن کی تصویروں کی تائید کر دیا۔ اس سے غرض یہ تھی۔ کہ کشش کا مسئلہ جس کو سائنس دانوں نے ارسطاطالیس اور بطلمیوس وغیرہ علماء کا جواب پیش کیا تھا۔ وہ لوگوں کے دلوں سے بھول کر نسیا ہوا ہو جائے۔ تاکہ علماء کی طرف سے اس اصول کی تردید نہ واقع ہو۔ مگر صداقت اپنا جلوہ دکھانے بغیر نہیں رہ سکتی۔

یقیناً انہیں کہ کشش زمین کے ابطال پر اس شدہ لال بیان کئے جاویں۔ اس امر کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ اس مسئلہ کا آغاز اور شروع کہاں سے ہو گیا ہے۔ اور اس کا مقصد کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی ابتداء و ایجاد کہاں سے



ہوتی ہے۔ اور اس کی غرض و غایت کیسے۔ جواب یہ ہے۔ کہ ناظرین یا ٹیکس پر اعتبارات  
مذکورہ سابقہ سے اس امر کا انکشاف بالتفصیل و التوضیح ہو گیا ہو گا۔ کہ کشتش زمین کا  
مسئلہ نظام شمسی یعنی نظام فیتاغورس و نظام کوپرنیکس کیسے بنیادی ہفتہ کے طریق پر  
رکھا گیا ہے۔ اور نظام موصوف کی دیواروں کو کشتش زمین کے مسئلے پر موصوف کیا گیا ہے۔  
پس یہ مسئلہ فیتاغورس کے زمانے کی ہی ایجاد ہے۔ اور تھیوری آف نیوٹن نہیں۔ جیسے کہ  
موجودہ زمانے کے بعض سائنس دانوں کا خیال ہے۔

واقعہ ہے کہ درسطح طامیس اور بطلیموس وغیرہ نظام عالم میں زمین کو ساکن اور مرکز کائنات  
بیان کرتے ہیں۔ کماثر۔ اور فیتاغورس و کوپرنیکس اپنے نظام میں اس کے برخلاف زمین  
کو محول الشمس متحرک بتاتے ہیں۔ چونکہ نظام بطلیموس کا یہ مسئلہ کہ زمین ساکن اور مرکز  
کائنات ہے۔ اس وجہ سے کہ بدایت و مشاہدہ۔ عقل صحیح۔ عمل صریح اور شریع انبیاء  
علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہے۔ اس لئے وہ مورد اعتراض نہیں۔ اور فیتاغورس و کوپرنیکس  
کا یہ مسئلہ کہ زمین اور سیارے محول الشمس مغرب سے مشرق کی طرف حرکت محوری و حرکت انہی سے حرکت  
کرتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا علوم یقینہ کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ محض خیال  
دہم۔ فرض۔ قیاس باطل کی بنا پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے اہل فلسفہ نے اس طرح کے اعتراضات  
و تردیدات و نقوض کو رد ہوئے۔ از انجملہ ایک یہ بھی تھا۔ کہ زمین کا حرکت کرنا بدایت و مشاہدہ  
کے برخلاف ہے۔ کیونکہ حواس خمسہ سے اس کا حرکت کرنا محسوس نہیں ہو سکتا۔ پس لا محالہ حرکت  
ارض کو بدمل استقرائی اس طرح سے ثابت کیا جاسکتا تھا کہ زمین کی کسی چیز کو مثلاً ہتھر  
دیگرہ کو اوپر کی طرف بھینکا جاتا یا مینار کے اوپر سے چھوڑا جاتا۔ تو وہ اپنی محوری و انہی حرکت  
کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا۔ تو اس پر یہ قیاس ہو سکتا تھا۔ کہ اس طرح  
ہر کل زمین یعنی اپنی محوری اپنی حرکت کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتی چلی جاتی  
ہے۔ اور آفتاب کے گرد اپنا سالانہ دورہ پورا کرتی ہے۔ کیونکہ استقراء استدلال خاص  
سے عام کی طرف یا عام سے اعم کی طرف ہوتا ہے۔ پس زمین کی حرکت محوری اور انہی ثابت  
کرنے کے لئے اگر کوئی چیز دلیل ہو سکتی تھی۔ تو حرکت ہی ہو سکتی تھی اور پس۔ لیکن اس پر یہ ہے



وہ دعائاً ثابت نہ ہو سکا۔ بلکہ قطعی طور پر یہ حرکت کے برخلاف حرکت مستقیمہ کے ساتھ خط مستقیم  
پر عمود ڈالنا جو اسیدھا زمین پر اگر چہر جاتا ہے جس سے زمین کے اپنے چیز طبعی میں اس کو ہونے  
کا مسئلہ یقیناً ثابت ہو گیا۔ کیونکہ جو طبیعت کل کی ہوتی ہے وہی ہر چیز کی ہوتی ہے۔ اس پر  
فیثا غور اس اور اس کے اتباع کرنے پر اسے باطل دعویٰ کے اثبات کیلئے بڑی جدوجہد اور مدافعت  
موزنی کے بعد یہ حیلہ نکالا کہ وہ پتھر وغیرہ جو کہ پتھر وغیرہ جو مینہ کے اوپر سے چھوڑا جاتا ہے  
یا قریب وغیرہ کے ذریعہ اوپر کو پھینکا جاتا ہے۔ وہ بیشک خدا اور ہوا میں جکر نکلتا ہوگا تاہم اگرچہ  
سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کی طبیعت بھی ایسی تھی۔ مگر زمین اس کو اپنی قوت  
مستعدہ جذب و کشش کی وجہ سے اس پر غلبہ پا کر اس کو اپنے روز و رات درجہ و قہر سے کھینچنے اور ان  
را کھینچنے اور پر کر لیتی ہے۔ مگر امتیاز ہو کہ وہ عندہ جواب اور تدبیر محض لا طائل ہے  
یہ سب تھیوری آف گروریٹیشن کی حقیقت و اصلیت ہر اصل میں کچھ بھی نہیں۔ بلکہ اس اعتراض کے  
سے بھروسہ منطوقہ ایک جواب نکالا گیا تھا۔ جواب نئی روشنی والوں کے نزدیک ایک بہت  
بڑا مہتمم انسان مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم مسئلہ کشش زمین کے الباطل پر چند دلائل پر یہ تاثرین  
کرتے ہیں۔ کہ ان الفاظ اور اہل خبرت و علمی و مذاذ کیلئے باصفان ادک کہ کو دیکھیں اور اپنی بے  
لوث و حق پسند طبیعت کے ساتھ غور و فکر سے کام لیکر انصاف کریں اور حق و صداقت کو اپنا مستند  
بنائیں کہ الحق یغلبو ولا یغلب

ابطل کشش زمین کو دلائل اولیٰ

یہ کہ جو جسم ہے۔ اس کے لئے طبیعت ہر اور جسم  
تا وقتیکہ کوئی عارض موجود نہ ہو۔ کیونکہ کوئی چیز طبعی نہیں مگر ضرور ہے۔ کہ اس کے لئے  
جسم طبعی ہو جو باطن اس میں ہے۔ یا قیل اذ لا یجوز الا ان جسم طبعی کما لا جسم طبعی الا اول  
جسم طبعی شفا لابی سینا کما لا جسم الا ان جسم طبعی کما لا جسم طبعی شفا لابی سینا  
اس لئے اگر اور ہوا جو اوپر چلتی ہے زمین اور ہوا کے اجزاء جو نیچے آتے ہیں تو وہ اپنے اپنے جہز  
میں میں جا کر یا اگر چہ چلتے ہیں کما قیل فی تصانیف قد یقتضی ان جسمتہ لاجزاء اجزاء  
فان فیہم من اجزاء الباطل و منہم من اجزاء الطبیعہ سمی جائزۃ اس سے شہادت ہے



کہ زمین کے اجزاء اپنے طبعی میلان اور قعدہ دارادہ سے نیچے آتے ہیں یہ کہ زمین کی قوت قاسرہ ان کو مضیق کرتی ہے۔ اور اس واسطے کہ جو مخالف ہے۔ وہ غلطی پر ہے۔ کما قیل ومن فاسد الطنون  
 ظن من رائے ان النار تحترق بالی فوق بالانفس والارض تحترق بالی اسفل بالانفس تحترق  
 لالی سینا ملکہ یعنی جس کا خیال یہ ہے کہ آگ اور پر کو اور زمین نیچے کو جو حرکت کرتی ہے  
 وہ حرکت مقصور ہے۔ اس کا خیال فاسد اور باطل ہے۔ اسی طرح شمس بارغ میں بھی ہے۔ اور مخالف  
 پر ضروری ہے کہ اس کے خلاف کوئیں پیش کرے۔ ورنہ خلاف سے باز نہ آئے۔

**دلیل دوم** اگر زمین میں قوت جاذبہ وقاسرہ ہوتی تو ضرور ہوتا کہ در مختلف الوزن  
 اجسام کو مثلاً ایک پے یا اشرفی کو اور ایک کاغذ کو جس کا عرض اس  
 کے مقدار پر ہوا اور دینار کے اور پے سے چھوٹے جادیں۔ ان میں سے جو حجم خفیف ہو۔ جیسے کاغذ  
 وہ بنسبت جسم ثقیل مثلاً اشرفی کے پے زمین پر آ پڑے کیونکہ قوت جذب و کشش اور قہر و  
 قسار اثر بنسبت جسم ثقیل کے جسم خفیف پر جلدی واقع ہوتا ہے۔ جیسے تم ایک پیر ہے کو ایک  
 پیر کی نسبت زیادہ آسانی کے ساتھ اپنے طرف تھکے ہوئے ہوتا ہے۔ قال المحقق الطوسی لا انحراف یكون  
 الا من سبغ من البکر تکملہ شرح تذکرہ دکما قال المحقق الطوسی فان حرکت بالقصر یكون الصغیر  
 اقرب من الکبیر یكون الذکر الصغیر اقرب من الذکر من الکبیر شمس یا غنہ لم یکن یسوی کہ زمین پر دونوں  
 یکساں واقع ہوتے۔ لیکن یہ بھی نہیں ہوتا۔

**سوم** آگ کا شعلہ ہمیشہ اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اگر زمین میں قوت جاذبہ وقاسرہ ہے۔ تو چاہے  
 آگ کہ پیر یا جبریل اور اس کا شعلہ ہمیشہ نیچے زمین کی طرف ہو۔ مگر ہوتا اس کے برخلاف ہے  
 پس ثابت ہوا کہ زمین میں قوت جذب نہیں۔

**دلیل چہارم** کیا اس بات کو عقل مان سکتی ہے کہ زمین جیسی بڑی چیز جاذب قاسرہ ہو کہ  
 اپنے دل اور توپ کے گولوں کو اپنے اوپر گرا دیتی ہو۔ مگر حجت جیسے خفیف  
 پر ہے بلکہ کبھی اور ٹھیکر تک کی حرکت کو نہ کر سکے۔ فالحجج علی اللہ من قہر من جذب الارض  
 کشش کی جس ممکن الوجود ہے۔ اور فی الواقع ہے۔ ہاں کشش ہو قوت  
**دلیل پنجم** اسد باہر سے معلوم کیا سکتی ہے۔ جو لوگ اعضا و درجہ ہر کچھ کا مطالعہ



کرتے ہیں مگر کوئی معلوم ہے کہ بھی کیا آئے انہیں کوشش کرتے ہیں۔ کہ نوبت باضطرار پہنچا دیتا ہے۔  
 دوسرا بھی کی اس سے جس سے بھی کی نہیں جانی ہوئی ہوں ساگر کسی کی انگلی بھی چھو جائے۔ تو وہ اس کو ملنے  
 نہیں دیتی اور کیا کہے کہ یہ بھی پرکام کر نوالے بعض آدمی بعض حکم کر رہے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ ان کے  
 کے مقصد سے کی کوشش تو کرتے رہے۔ لیکن ایک میں جیسے ناپیدا کنار کر کے کی کوشش کا کسی  
 کو ذرا دھوکہ بھی احساس ہو۔ اور پھر زمین میں کوشش کو ختم کیا جائے حق کی بات تو یہ ہے۔ کہ  
 کوشش زمین کا مسئلہ سر سے ہی بالکل باطل ہے۔ اور جب کوشش زمین در زمین کے ساتھ بھی  
 نظر نہیں آتی تو سائنس دان کا فرض ادیتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اس قانون کے مطابق۔ کہ جب کی درج  
 سے جنوں اور فشرشتوں سے بھی انکار کرتے ہیں کوشش زمین سے بھی انکار کریں۔

## پہلے ششم

وہ حرف کوشش زمین ہی ہے اس کے بغیر اور کیا نہیں جانتے ہری بلالہ فرما دیتا ہے  
 میں یاد رکھوں جس سے کوئی کسی جسم کا وزن لیتے ہیں وہ درحقیقت اس جسم اور زمین کی باہمی کوشش  
 ہوتی ہے۔ کوشش کی اس قوت کو جو ہر ایک ان دار سے میں پائی جاتی ہے کوشش نقل کہتے ہیں۔ کوشش کا  
 یہ قلعہ ہے۔ کہ مرکز زمین سے کوئی مقام حقیقتہً دور ہو یا اس مقصد کوشش کا اثر وہاں کم ہو جائے۔ جبکہ  
 طبعی صفت۔ اور ایک سائنس دان کہتے ہیں کہ جس جسم میں زمین پر گرانی میں اسی سبب سے ان میں وزن بھی  
 پیدا ہوتا ہے جس کی کوشش نقل ان کو بھاری کرتا ہے۔ ان کی کوشش نقل کے موافق تو یہی ہوتا ہے جس طرح اسے  
 زمین کی طرف میں کرتی ہیں اسی طرح سے ہمارا وہی کسی چیز میں سہا ہوتے والی چیزوں کو دہاتی ہیں طبعی مسائل  
 کا سبب بھی باطل ہے۔ اس کے مطابق تو خرد و خرد خرد اور زمین میں جو ششیاں کا وزن اور نقل جہاں میں  
 ہم وہ سبب بیکار ثابت ہوتا ہے۔ اور پھر غدار اور دھوکے کے حذر کے تو فیہ میں کچھ بت نہیں ہوتا۔ اور ایہ کہ شرار کے  
 ایک پے پر سیدھی گیند یا پے سے بھاہوا اور بند کیا ہوا رہتے ہو اور گیند کو ڈھک دیتی ہے کہ سیدھے پائے جاتی ہیں  
 جبکہ گی۔ کیونکہ ہی جاری ہے اس سے معلوم ہوا کہ کوشش زمین کو ذوق ششیاں میں کوئی دخل نہیں۔ اگر زمین کی کوشش  
 سے انکا وزن بڑھا تو چاہے تھا۔ کہ وہ بے برابر رہتے کیونکہ کوشش کا اثر ہوتا۔ تو وہ تو پر کیاں واقع ہوتا۔ اگر  
 سائنس کا یہ شبہ ہو کہ سب سے اوپر کے اجزاء زیادہ وزن دار ہیں۔ تو ان کے اثر سے اس طرح سے کہ سائنس نے اپنے کوشش  
 زمین کے بغیر وزن کوئی چیز ہی قرار نہیں دیا۔ پھر اس کا اثر کیا اس سے ثابت ہوا کہ ششیاں میں وزن اور نقل کا ہونا

اور اس سے ششیاں میں وزن اور نقل کا ہونا







اس کو روکی نہیں سکتا۔ اگر مرد کی نہیں سکتا۔ تو پھر وہ مقامات میں ہی کھیرا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر کے والے اجسام پر کشش  
 زمین نہیں کرتے بلکہ وہ طبعی میلان کی وجہ سے گرتے ہیں۔ **دلیل** یا **زعم**۔ گیند یا گولہ یا کسی اور شے کو پانی کی  
 تہ میں زمین کے ساتھ اوپر سے پھر وہ پانی کے اوپر رہا۔ لیکن جس زمین میں کشش ہوتی تو وہ ان شے کو پانی کے اوپر نہیں لے  
 دیتی۔ **دلیل** دروازہ کھلا جو پتھر پر سے کنوئیں کے لب پر واقع ہو گا زمین سے کوئی زمین سے وہاں ہی رہے گی  
 لیکن کنوئیں پانی میں سے کھینچ لیتا ہے۔ اور زمین کی کشش پر مقبوض ہے پانی کی کشش غالب آتی ہے۔ مائیں دانوں  
 کا ایسی وہی باتوں پر غور کرتے ہیں۔ اور محقق کوئی ایسی نظریہ کے سطرچ کہتے ہیں۔ **والدائنہ** **الضیاء** **الطبیعی** **والا**  
**نظر** **سکو** **عند** **وجود** **لھا** **الی** **شقیو** **الباہر** **دلیل** **سیر** **دعیم**۔ اگر زمین میں کشش ہوتی تو نہ کوئی درخت  
 (یعنی نہ پرندہ اور نہ درختوں والے) نہ غبار اڑتا اور نہ پانی پانی کے بخارات اوپر کو جاتے۔ نہ کوئی چیز زمین سے  
 جدا ہو سکتی۔ پس اگر زمین میں سے کسی میں ایسی طاقت نہیں ہے۔ کہ زمین کی بلہ انتہا تو اس کا مقابلاً کر سکے۔ **دلیل** **جہاں** **دعیم**  
 اگر کشش زمین کی وجہ سے تمام شے زمین پر گر جاتی ہیں اور خود اس سے ناقص قابل اعتبار نہیں۔ جیسا کہ سائنس کا  
 مسئلہ ہے کہ اگر کسی مکان کو ہوا سے خالی کر دیا جائے پھر اس مکان میں اگر کچھ یا شے کو اور کچھ خالی کر دیا جائے تو  
 مقدار میں ایک ہی ہے۔ ہوا پرست جہاں آجائے تو ان دونوں پر کشش زمین سدا ہی رہے گی۔ اور وہ دونوں  
 آں واحد میں زمین پر گریں گے۔ جیسے مولوی محمد حسین صاحب کہتے ہیں۔ اگر کشش زمین کے دونوں میں شے ایک تو  
 کاغذ کا چرچ اور ایک پتھر۔ اور ان دونوں کو ایک ہی مکان میں جس میں سے ہوا کو بالکل نکال دیا ہو۔ کیا ان  
 بلندی سے ایک ہی وقت میں ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ کاغذ اور پتھر ایک ہی وقت میں زمین کے فرش پر پہنچ جائیں گے اگر ہم مگر  
 اس تجربہ کو کریں یا کاغذ اور پتھر کے بجائے اور مختلف اجسام کر نیچے ڈالیں۔ اور ایک بار میں وہ اجسام کیاں بلندی سے ایک ہی وقت  
 میں فرش پر پھیں تو ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ اگر ہوا کی مزاحمت در کر دی جائے اور اجسام مختلف وزن کی بلندی سے ایک ہی مکان  
 چھو کر جائیں تو وہ ایک ہی وقت میں زمین پر پہنچیں گے۔ یہ استدلال یا نتیجہ اس قسم کا استدلال ہے جو کہ ہم استدلال یا استقرائی یا  
 تصدیق کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہ خیال کیا گیا تھا کہ ہر شے زمین پر دیر سے پہنچتی ہے۔ اور ہر شے ایک ہی بلندی یعنی زمین  
 پر پہنچنے کے وقت اور گرنے والے اجسام کے وزن میں نسبت معلوم ہے۔ اس تجربہ سے ثابت کر دیا کہ یہ قاعدہ غلط ہے۔ اور  
 اگر کشش قفل کے سوا اور سب اسباب مخالف العمل دور کر دیں۔ تو وزن کا اختلاف زمین پر پہنچنے کے وقت میں کچھ تبدیلی نہیں لائے  
 منقول استقرائی ہے۔ اس بات کے سمجھنے میں مشکل ہے کہ کسی بند مکان سے ہوا خارج نہیں کی جا سکتی اور جہاں مکان سے  
 ان کے لئے زمین پر پہنچنے کے وقت میں اختلاف اور فرق معلوم نہیں ہو سکتا۔ تو بلاشبہ کہ جس مکان سے ہوا خارج کی جائے اس میں  
 ایک ہی چیز تر اندازہ کر اس کے ایک ہی پر استقرائی اور ایک ہی پر تہ ہی مقدار پر مدد کاغذ رکھیں اور وزن کریں اگر دونوں  
 پتھر برابر ہوں گے۔ تو سائنس کا دھڑلے ہے۔ کہ کشش زمین چھوٹا اور بڑی چیز پر مولوی واقع ہوتی ہے اور اگر استقرائی ہے۔ تو یہ بھی



# حصہ دوم کتاب بسم اللہ الرحمن الرحیم حکمت اللہ الباقی

الحمد لله وسبحه اور علی عبدہ ابن بن اصطفیٰ اقبال بعد - احقر عبداللہ محمد کو علی  
 علوی حنفی صوفی نقشبندی مجددی توری لکھنوی نواز اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والجللی عرض پرداز ہے  
 کہ احقر اگرچہ چند ان علم و فضل نہیں رکھتا مگر قدس علم سے مس دسترس رکھتا ہے۔ اور اللہ  
 سبحانہ و تعالیٰ اور اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اہل اسلام کا سرور  
 بشر بوقت حاجت حتی المقدور التماس حق بالباطل کو اٹھا کر عامۃ الناس پر حق کو حق اور باطل کو  
 ظاہر کر دے اور بقدر وسعت علم اور وسعت فہم حقیقت مخفیہ جو بے طریق منکشف کر دے لہذا یہ احقر  
 بھی لہذا یہ احقر اسی طریق چند سطور لکھ کر مدنیہ ناظرین کرتا ہے۔ دل سے ہو کہ اس زمانہ میں عظیم  
 سائنس نے نظام عالم کے بارے میں کچھ ایسے عقائد و قواعد بیان کیے ہیں جو قرآن کریم اور حدیث  
 شریف کے مخالف اور متضاد ہیں و سنت رسول اللہ کے خلاف ہیں چنانچہ آیت کا افضل الاصول جو مستفہم  
 انبی سموات ہے یہ ہے کہ سورج ساکن ہے اور زمین اس کے گرد حرکت محوی وائی کے ساتھ گردش  
 کرتی ہے۔ اور یہ بات صرف قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے بھی مخالف نہیں بلکہ جمیع دیان و شریعت  
 سابقہ کے علاوہ دیگر مذاہب فلسفہ و ہیئت قدیمہ سے بھی مختلف ہے اور اجماع الناس - اجناد و متواتر  
 تاریخیہ مشاہدہ منکرہ تجربہ کے بھی برخلاف ہے۔ اس امر کی تسبیح و تفضیل تو حکمت اللہ الباقی  
 کے حصہ سوم میں بیان کی جائیگا مگر اجماعی طریق پر کسی قدر بیان بھی ضروری ہوتا ہے۔  
 (۱) یہ کہ قرآن شریف میں ہے والقی فی الارض روای ان تجبین بھم - اور - الم یجعل  
 مہاداً و الجبال او تاداً - جس کا مطلب شیخ سعدی نے بیان فرمایا ہے - ہیئت -  
 زمین از تپ لرزہ آبدستوہ + فر و کوشت بر زمینش میخ کوہ - اور دیگر آیات شریفہ  
 سے جنہیں زمین کی نسبت - فراش - بساط - قرار - مہاب و غیرہ الفاظ وارد ہوئے  
 ہیں ان سے بجاۃ النفس ثابت ہے اور جہاں تک زمین کے متعلق ہے اور  
 کسی حرکت سے متحرک نہیں - سیطرہ - اتحاد - سورج کی نسبت قرآن اللہ یاقی بالشمس  
 من المشرق - وشمس بالغد وانیس - وسمی الشمس والہر - وکل یوم ی - والشمس تجری وذل فی ظلم  
 لیست بکوا - واما اوقات الحج - ان آیات شریفہ سے بھی بجاۃ النفس ثابت ہے کہ سورج و چاند و کواکب  
 و اجرام ظہیر متحرک ہیں - اور موجودہ فیصل میں ہے راے خدا تو نے زمین کو قیام بخشا اور وہ ٹھہری ہوئی ہے  
 اور زمین کچھ بھی ہے کہ آفتاب پہلوان کی طرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے - افلاک کے ایک  
 نظام سے ملکر بنا ہے اور اس کی گردش اپنے دور میں کرتی ہے - فیصل - اور ہر فرد کے احوال و سیر  
 و زمین کو شہر ناگہ سہارا دینا ہے یعنی ہر لکھن نواز کے سر پر ہے - زمین کی سیر - ہر پر ہے - کسی پر نہیں







[illegible]



زمین کے سکون اور سورج کے تحریک پر دلائل لکھتے ہیں۔ یہ پہلا علم طبیعی طریق سے ہے۔  
**دلیل اول علم** اس میں اس قدر ہے اور نمیدہاں ہیں۔ تیسرا اول یہ ہے۔ حرکت کی تعریف ہے  
 کہ احوال موجودات کو طاقت بشریہ کے موافق کا حقیقہ جاننا اور اس پر عمل کرنا حکمت کا  
 ہے۔ (۱) حکمت نظری (۲) حکمت عملی۔ حکمت نظری ان موجودات کے حوالہ کا ہے  
 وجود باری قدرت و اختیار میں نہیں جیسے زمین و آسمان و حرار و زلزلہ وغیرہ۔ اس کی ترغیب میں (۱) علم طبیعی یعنی  
 ان موجودات کے احوال کا علم وجود زمین و خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں جیسے آسمان۔ پانی اور ہوا وغیرہ۔  
 (۲) علم کماطبیعی جیسے تیز رفتاری۔ زمان۔ مکان۔ حرکت۔ سکون۔ وغیرہ کی بحث ہوتی ہے۔ (۳) علم باطنی  
 کی ایک قسم علم ہیئت ہے جس سے آسمان کے اجرام کے حرکات و جزو اور کرہ زمین کی کیفیت کا حال معلوم  
 ہوتا ہے۔ (۴) حکمت عملی ان موجودات کے احوال کا علم جن کا وجود باری قدرت و اختیار میں ہے جیسے  
 نباتات اور کارگر یوں میں مشق اور کوشش کرنا اور عمل میں لانا۔ تیسرا دوم۔ علم فیوض و علم فیوض وہ علم ہے جس  
 میں وہ کی مختلف حالتوں اور کیفیتوں کا ذکر و رائے اسباب کی تحقیقات کا بیان ہوتا ہے۔ اور ان  
 حصول کے وسائل مفصلہ ذیل ہیں۔ اول۔ از مرز بحث کا مشاہدہ دوم اسکا تجربہ۔ سوم اسکا سبب  
 چہارم اسکا نتیجہ۔ علم طبیعی کا موضوع جسم اور قوت ہے اور علم کیمیاء پر موضوع مادہ۔ کسی چیز کو اسکی قدرتی حالت  
 میں کسی قانون قدرت کے دریافت کرنے کی غرض سے دیکھنا مشاہدہ کہلاتا ہے۔ اور کسی چیز کو اپنے مطلب کے  
 موافق ترتیب، دیکھ کسی قانون قدرت کی دریافت کرنے کی غرض سے جانچنا تجربہ کہلاتا ہے۔ جب  
 ایک چیز کی دریافت سے کوئی اور بات دریافت ہو جائے تو پہلی چیز کو سبب اور دوسری کو اسکا نتیجہ کہتے  
 ہیں۔ تیسرا سوم۔ سزا کسی چیز کی حقیقت واقعیہ معلوم کرنے کے لئے لوگ تین سببوں کے محتاج ہوتے  
 ہیں۔ اگر کوئی حقیقت ان اسباب سے معلوم نہ ہو سکے تو اسکا ہونا ہی متعجب ہے۔ (۱) حواس خمسہ  
 سببہ باہرہ لامسہ سامعہ ذائقہ۔ شامہ (دیکھنا۔ چھونا۔ سنا۔ چکھنا۔ سونگنا)۔ ہر ایک  
 اس سے فہم چیز محسوس ہو سکتی ہے جس کی حس کے لئے وہ قوت مقرر ہے مثلاً حس باہرہ سے  
 مرنی چیزیں اور ان کے رنگ اور شکلیں اور مقدار اور سکون و حرکات وغیرہ معلوم ہو سکتے ہیں  
 ہوا یا آتش یا مہلک سے اشیاء کی شکل اور گرمی و سردی و سختی و نرمی۔ اور کیفیات الفاعلہ لائے اور  
 حرکت و سکون معلوم ہو سکتی ہیں اور قوت سامعہ سے آواز اور حس ذائقہ سے شہی کی ذائقہ  
 اور شامہ سے فہم کا خوراک اور معلوم ہو سکتا ہے جس قوت کا جو کام ہے وہ اسی قوت سے ہو سکتا  
 ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ ایک قوت کا کام دوسری قوت سے نکلنے پائے۔ (۲) خبر صادق  
 ہے۔ اور اسکی دو قسمیں ہیں خبر متواتر خبر بغیر صلیہ الہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسکا بیان



حکمت پر مباحثہ کے تیسرے حصہ میں آئیگی۔ (۱) عقل کی حصول عام کا سبب ہے۔ عقل نفس میں  
 ایک قوت ہے جسکی وجہ سے نفس علوم و ادراکات کے بڑے مستعد ہوتا ہے۔ اور جو علم عقل سے  
 سبب سے ثابت ہو۔ اگر ہمیں غور و تامل درکار نہ ہو تو وہ ضروری ہے یعنی علم تصوری و تفسیری  
 میں سے جس میں غور و تامل درکار نہ ہو وہ ضروری اور بدیہی ہے۔ اور اگر نتائج نظر و فکر میں  
 تو وہ اکتسابی و کسبی ہے۔ لہذا بعض علوم بدیہی ہیں اور کسبی و نظری۔ عام علوم کسبی و  
 و نظری کا مشابہ علوم ضروری پر ہے کیونکہ یہ ان کے مبادی کا ادلی ہیں۔ ان ہی سے علوم نظری حاصل  
 ہوتے ہیں۔ علوم ضروری کی تین قسمیں ہیں اول وجدانیات یہ وہ ہیں جسکا علم انسان کو خود  
 اپنے نفس یا اپنے قوائے اعلیٰ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً اپنے وجود یا اپنے خوف اور غش  
 اور لذت اور الم۔ اور بھوک اور پیاس کا علم حاصل ہوتا ہے اور اس علم کا نفع کم ہے وہ مراحضیات  
 تمام بحریات اور متواترات اور مشاہدات بھی اسی قسم میں داخل ہیں۔ تیسرا یہ ریسیات یعنی اولیات  
 اولیات والے قضایا ہیں کہ عقل مجردان قضایا کے تصور کے حکم لگا دیتی ہے اور یہ دونوں قسمیں عمدہ ہیں  
 اور علم منطق کا مسئلہ ہے کہ یقینیات چھ ہیں۔ بدیہیات اولیات۔ مشاہدات۔ متواترات۔ مجربات۔  
 حکمیات۔ قضایا قیاسا تھا مشاہدات۔ اور حیوان سے مرکب ہو وہ برہان ہے۔ کھمید چارم۔  
 حکماء یہ مان کا زمانہ ایک کا زمانہ تھا کہ متفلسفین اول کی رائے فقط تجربہ پر مبنی تھی متفلسفین نے قیاس  
 کو بھی تجربہ سے متماثل کیا ہر تائید سے صرف قیاس ہی عمل کیا ان فلاطون نے جاننا کہ تجربہ سے قیاس  
 خطرناک ہے اور قیاس ہے تجربہ مستقیم ہلاک لاجرم قیاس کو تجربہ سے ملایا۔ اور جو کتب قدیمہ تجربہ  
 و قیاس دونوں پر مبنی تھیں ان پر اعتماد کیا پھر متفلسفین ثانی فلاطون کا رائے کو درست دیکھ کر اس پر  
 کار بند رہے۔ زمانہ محال کے اکثر فلسفیوں کا یہ مذہب ہے کہ تمام یقینیات تجربہ سے حاصل ہوتے ہیں۔  
 اس مذہب کا مشہور مقلد ہربرٹ اسپنسر ہے۔ اول ہی اول ٹائیٹیک نے اپنی کتاب آل جدید میں تجربہ اور  
 مشاہدہ کے فائدے کو مفصل بیان کیا اور کہا کہ انسان عالم خارجی اور عالم ذہنی میں فقط تجربہ اور مشاہدہ  
 سے صحیح علم حاصل کر سکتا ہے۔ مشاہدہ کی تعریف یہ ہے۔ مشاہدہ کسی حادثہ کو کونالت حضور  
 میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں اور اس حادثہ کو خاص اور خاطر خواہ قریبوں میں  
 ترتیب دیکھ کر اس کے نتیجہ کو مشاہدہ کرنا تجربہ کہلاتا ہے گویا ہر ایک تجربہ میں مشاہدہ ضرور شامل ہے۔  
 مل صاحب کہتے ہیں کہ مشاہدہ میں مثال قدرتی موجود ہوتی ہے اور تجربہ میں ہم قرائن اور حواض کی  
 مصنوعی ترتیب اور ترکیب مثال کو خود پیدا کرتے ہیں۔ مشاہدہ میں تجربہ کی نسبت کم عمل  
 کرنا پڑتا ہے۔ اسلئے تحقیقات علمی میں مشاہدہ کا رواج تجربہ پہلے پایا جاتا ہے حکماء  
 یونان بھی اکثر مشاہدہ کیا کرتے تھے اور پھر مشاہدہ سے استدلال عقلی کرتے تھے۔ بعض علمی  
 میں فقط تجربہ کا اور بعض علوم میں فقط مشاہدہ کا کام پڑتا ہے۔ مثلاً علم ہیئت میں اور  
 طبقات الارض اور علم نباتات۔ اور علم حیوانات وغیرہ میں ہم فقط مشاہدہ کر سکتے ہیں



ارد بکشف اس کے علم کیمیدا اور علم روشنی اور علم قوتہ برقی وغیرہ میں بہ تجربہ ایک قدم آگے نہیں  
 سکتے (لا جیک) ان تشبیہات کے بعد ہم اسے مدعا کو بیان کرتے ہیں۔ بل صاحب نے قول کے  
 بموجب علم شیت میں فقط جس مشاہدہ کا کلام پڑتا ہے۔ خدا نے ہیکو خواہ اس شخصہ اور قوتہ  
 مشاہدہ اور قوتہ کے عقیدہ عطا فرمائے ہیں ہم اس کے ذریعہ سے جسے ہوا کو ساکن یا متحرک معلوم  
 کر سکتے ہیں۔ اس طرح پانی کو گھبرا ہوا (راگد) یا جاری یقیناً معلوم کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے  
 حرکت و سکون میں شک و شبہ نہیں ہوتا۔ (اسی طرح حواس۔ عقل۔ مشاہدہ کے ذریعہ  
 سے زمین کے سکون اور اس کی حرکت زلزلہ کو یقیناً معلوم کر سکتے ہیں اور کسی ساکن انسان  
 کے ہاتھ کے سینے کی ہمیں ضرورت نہیں پڑتی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ الاشیاء غور باضد اودھا۔

یعنی ہر ایک شئی اپنی تندہی میں جاتی ہے۔ جب یہ ثابت ہوا کہ زمین کی حرکت زلزلہ کو اگر ہم  
 اقل قلیل بلویا ایک اسوقت زمین کی حرکت مستقیمہ (سیدھی) واقعہ ہوتی ہے تو لوگ اسکو  
 بذریعہ قوتہ عقیدہ قوتہ خاصہ باہرہ دلامسہ کے محسوس اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور کسی قسم کے  
 شک و شبہ کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ تو محال بلکہ متشع ہے کہ زمین حرکت محوری کرے  
 اور سب کی سبب بہ وبال ہوجاوے اور ایک گھنٹہ میں ایک ہزار میل مسافت طے کرے یا اس سے  
 بدرجہا زیادہ تیز چلے اور کوئی آدمی اسکو دورہ بھر تک بھی محسوس و مشاہدہ نہ کر سکے۔ پس زمین  
 کی حرکت دہی ہے جو زلزلہ کیوقت حرکت کرتی ہے۔ اس کے بغیر ہمیشہ ساکن رہتی ہے پرتھین کی  
 حرکت زلزلہ اور اس کے بغیر اسکا سکون مشاہدہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ تمام  
 ساکن انسانوں کی تسلیم شدہ حجت و دلیل ہے۔ اس سے کوئی ساکن انسان انکار نہیں کر سکتا۔ پس ثابت

ہوا کہ زمین یقیناً ساکن ہے۔ اور لا محالہ رات اور دن ہونیکے لئے سورج مشرق سے نکل کر  
 مغرب کی طرف جاتا ہے۔ پس ساکن انسان کا یہ قول کہ ہم چٹیل یا کشتی یا جہاز چلے ہوئے دیکھیں یا اس  
 دیکھتے ہیں تو ریل وغیرہ ساکن رور زمین چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسی طرح زمین ساکن اور سورج  
 متحرک نظر آتا ہے۔ لیکن دراصل جیسے ریل کشتی متحرک اور زمین ساکن ہے ویسے ہی زمین متحرک اور سورج  
 ساکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلتی ہوئی ریل کو کشتی کو تو کوئی کم عقل بھی ساکن خیال نہیں کرتا۔ اور زمین  
 کو تو ہم محدود دے چند تمام جہان کے عقلاء یقیناً ساکن جانتے ہیں۔ ہم مشاہدہ کہ توفیق پہلے بیان کر چکے ہیں  
 کہ مشاہدہ کسی حادثہ کو حالت ظہور میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی آنکھ سے  
 دیکھنے کے ساتھ قوتہ عقیدہ کا ہونا بھی ضروری ہے پس زمین کے سکون اور سورج کے متحرک  
 کو تمام جہان کے عقلاء نے جب طرح دیکھا دلیا عقل سے سچا و یقین کیا۔ برخلاف اسکے پہلے اور  
 کشتی کو کوئی عقلمند ساکن نہیں جانتا۔ اسی طرح زمین۔ ہا میں کے اطراف کو کوئی دانہ عقل نہیں  
 سمجھتا۔ پس اب ساکنہ انسان کے مقابلہ کی قطع کھل گئی اور انکی دلیل باطل ہو گئی۔ تاہم ہم نے

**دلیل دوم** ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سورج کی کیوقت افق مشرق سے نکل کر تدریجاً ایک  
**مسئلہ** حد تک بلند ہوتا ہوا استواء کے نورانی سطح کی طرف جھک پڑتا ہے

۵۲  
 اس وقت سورج کی روشنی زمین پر پڑتی ہے



اور نیچے جاتا ہوئے افق مغربی میں جا کر غروب ہو جاتا ہے۔ ویسا ہی چاند بھی ہر مہینے کی آمد اور  
 ۱۵۔ تارکخ کو شام کی وقت افق مشرقی سے طلوع کر کے آسمانی فضا میں چلتا ہوا آخر وقت  
 افق مغربی میں جا کر غروب ہو جاتا ہے۔ قوت باصرہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کو یکساں  
 محسوس و مشاہدہ کرتی ہے اور قوت عقلیہ بھی دونوں کیساں محسوس جانتی ہے اور ہمیشہ کہ سطح  
 مشاہدہ ہوتا ہے اس واسطے تمام اہل شرائع و مذاہب اور حکماء سلف سورج اور چاند اور  
 کو ایک کو متحرک اور زمین کو ساکن جانتے تھے۔ اور آئندہ ان بھی چاند کو زمین کے گرد اگر متحرک  
 تسلیم کرتے ہیں لیکن سطح پر سورج کی حرکت سے منکر ہیں۔ اب وجہ معلوم نہیں کہ کس دلیل سے  
 چاند کو متحرک اور سورج کو ساکن ماننے میں حالانکہ مشاہدہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کا یکساں  
 ہے۔ عرضیکہ زمین کا سکون اور سورج و چاند کا متحرک ہونا ثابت و یقین سے ثابت ہے  
 اور درجہ اول بدایت سے ثابت ہوا اسکا ماننا ضروری و لازمی ہے۔ عقل اسکے انکار سے عاجز  
 ہے۔ ایک سائنسدان آقا بہکے گرد زمین کی حرکت کا ثبوت اس عبارت میں لکھتے ہیں۔ زمین کی سالانہ  
 حرکت کا ثبوت اس بات پر مبنی ہے کہ اسکو فرض کر کے سیاروں کی ظاہری حرکتوں کو جو اچھی طرح بیان ہوئی  
 ہے۔ اس بات کے فرض کرنے کے لئے مختلف وجوہات ہیں۔ (۱) اول آفات کا حجم برائیت زمین کے حجم  
 بہت بڑا ہے۔ اس لئے زمین کی گردش آفات کے گرد فرض کرنا اسکے عکس کی نسبت زیادہ قرین  
 عقل ہے۔ اس دلیل کا بطلان کی طریق پر ہے۔ (۲) یہ دلیل اصلی نہیں بلکہ فرضی ہے اور دلیل فرضی  
 قابل احتجاج نہیں لہذا وہ دلیل ہی نہیں ہو سکتی۔ (۳) جس فرض کے لئے یہ دلیل فرضی بنائی گئی ہے  
 یعنی سیاروں کی حرکتوں کی توجہ سے ہے۔ سو پہلے مرقودہ ماننے بھی اچھی طرح بیان کیا ہے جو زمین کے  
 قائل تھے۔ چنانچہ جسطرح الجحش میں نہایت تفصیل طور پر مرقوم ہے۔ تو پھر زمین کو متحرک بتانے  
 کی کیا ضرورت ہے۔ (۴) اگر سورج کی عظمت و بڑائی اس فرضی دلیل ہے کہ اتنی بڑی چیز کا چھوٹی چیز  
 کے ارد گرد پھر ناخشا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ عقلاً مستحکم ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ لیا اوقات بڑی  
 کا چھوٹی چیز کے ارد گرد پھر با عقل اور مشاہدہ دونوں کی وجہ سے جائز ہے اور چھوٹی حجم والی چیز کا بڑی  
 حجم والی چیز کے گرد اگر پھر ناخشا ہونا جائز و مشروع ہے۔ جیسے ایک یا دو بھر بوجہ  
 کے کوسے سے ساقہ فٹ جیسے آج کے غد کے گیند کو ایک تانے کیسا قد باندھ کر چلتی ہوئی ہوا  
 یا بیکہ میں ایک ہوا تو زمین پر چھوڑ دو تو تم دیکھو اور مشاہدہ کرو گے کہ اس کو بے  
 گوسے سے ارد گرد کا غد کا گیند ہی پھر گا۔ اور وہ بے گانہ کہ کا غد کے گیند سے گرد اگر نہیں پھر  
 اور اہل سائنس کا یہ قول کہ سورج کا وزن زمین کے وزن سے کئی گنا زیادہ ہے  
 یقیناً بالکل باطل ہے کیونکہ اہل سائنس نے سورج کو جو ایک شعلہ نور ہے یا ایک کرہ  
 نار ہے کسی متوازن سے وزن کیا ہے اور نہ اسکی وزن دار ہونے کو ہی دلیل قائم کی ہے  
 اور نہ کوئی حجتہ مسلمہ قائم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عبدالرحمان کلیانی حج رابعت اور پور



اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ آئل میٹ اس بات کو یا یہ اثبات برپہ کیا ہے کہ سورج غایت درجہ کی لطیف حرارت کی مانند کھاپ کا ایک ڈھیر تھا اور وہ وسیع فضا میں نہایت وسعت کے ساتھ حلقہ دار اسقدر پھیل ہوا تھا کہ حد کشش مرکزی سے باہر تھا جس قدر کشش مرکزی سے سکڑ سکڑا تھا اسکا یہ کمرہ آئینہ منس موجود ہے۔ روز بھستی ہے۔ اب یقین ثابت ہوا کہ سورج چونکہ لطیف حرارت کا ایک کمرہ ہے اور اسکو سطح بوجہ سبکی و خفستہ کے فوق میں ہے کیونکہ جو چیز سبک ہے وہ فوق میں رہتی ہے۔ پس سورج کی مثال کاغذ کے گیند کی طرح ہے اور زمین کی مثال لوہے کے گولے کی طرح۔ جب سطح کاغذ کی گیند لوہے کے گولے کے گرد گردش کرتی ہے ویسے ہی سورج بھی زمین کے گرد گردش کرتا ہے۔ اب سائنس دانوں پر واجب ہے کہ وہ اسے قانون کے مطابق کسی طرح سورج کو بھی زمین کے گرد گردش نہ کر مائیں۔ اب ان ضرور بدانتہا و لغت ثابت ہوا کہ رات اور دن ہونے کے لیے سورج ہی زمین کے گرد ہر طرف بھرتا ہے۔ قانون و تدبیر۔

**دلیل سوم** اگر زمین متحرک ہوتی تو اس تجربے سے عین اسکا علم ہونا چاہی کہ ایک فنڈا چیز کو کسی دھالے سے باندھ کر کسی مکان میں چھت کے ساتھ لگا دیں اگر زمین متحرک ہے تو وہ چیز بھی ہلتی ہوئی نظر آدگی۔ جسے ہم بل یا جہاز میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ چھت کیساتھ شدہ شکل ہوئی چیز ہلتی نہیں اس دلیل ثابت ہوا کہ زمین متحرک نہیں۔

**دلیل چارم** آئل فلسفہ کے نزدیک یہ قانون مقرر ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو آسمان کے قریب ہے وہ قریب ہے اور اہل سائنس کے نزدیک زمین کا جو حصہ سورج کے قریب ہے وہ فوق ہے اور جو سورج سے بعید ہے وہ تحت ہے۔ اور اہل فلسفہ اہل سائنس دونوں رسالت کے بھی قائل ہیں کہ پانی بالظہر سینا ہے اور وہ ضرور تحت اور لغیب ہے نیچے کی طرف بہتا ہے۔ جسے دریائے پنجاب جملہ دریاؤں وغیرہ۔ اوپر لے جاتا ہے۔ اسی طرح سورج سے آگے ہیں اور دیار وغیرہ درختوں کی فلیوں اور شاخوں کو بھی ساتھ بہا کر لے آتے ہیں اور نیچے سمندر کی طرف بہتے ہوئے جاتے ہیں۔ اور ہر شخص اس بات پر بے زبانی مشاہدہ یقین کرتا ہے۔ کیونکہ محال تھا کہ زمین اس عمید کے بعد عرض موعا ہے کہ اگر زمین کا حرکت محوری سے رات اور دن ہوتے ہیں اور آفتاب مرکز میں ساکن ہے۔ تو ضرور چاہی کہ شام کی وقت جس سورج کو فوج مغربی میں غروب ہوتا ہے۔ اسوقت بھر گیا یعنی سمندر جانب فوق میں ہو۔ یعنی اوپر ہو۔ اور

[illegible]



یہ کہ جسے وہ گاہریک جانب فوق وہ ہے جو آفتاب کے قریب ہو۔ اور جو سوچ سے  
 غیر موجود ہے۔ اور جو تکمیل پائی ہو وہ شمال ہے لہذا وہ بالظن مانا جاسکتا ہے۔ تو بالظن  
 یہ نتیجہ نکلا جائے کہ برصغور و ہند یا جو مشرق سے آتے اور مغرب کو جاتے ہیں اسی طرح ہو کر جاتے  
 ہوتے اور مغرب سے مشرق کو جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور سمندر بھی اسی طرح ہندوستان پر ہے  
 اور مغرب کی طرف سے چلا گیا کریں۔ اگر برصغور کو ایسا مانا جائے کہ برصغور پر ہے تو دنیا کی  
 آبادی کی مثال ہو جائے۔ جو کہ ایسا نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ جہاں کے متحرک نہیں۔ تو جہاں  
 کے متحرک ہیں زمین کی حرکت کے چلا چکے ہیں۔ اور ہر طرف سے ہر طرف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور تمام  
 مشرق سے جاتے اور مغرب سے جاتے ہیں۔ اور جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے اور تمام مشرق  
 جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔ اور جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔  
 دلیل پنجم کہ تیسرے ترقی یافتہ ملک صاحب کا قول ہے کہ استقراء استدلال خاص سے خاص کی طرف ہے لیکن  
 دلیل پنجم کہ اگر جو زمین صاحب کہتے ہیں کہ استقراء استدلال خاص سے عام کی طرف ہے۔ تو صاحب  
 کہتے ہیں کہ ان دونوں ترقی پزیروں میں جہاں سے جاتا ہے۔ لیکن صاحب کی یہ تیسری دلیل  
 صاحب کا طرز بیان اچھا ہے۔ اور صاحب کی یہ نظریہ سطح شفا ابو علی سینا کا ترجمہ ہے  
 اب مشاہدہ اور استقراء سے ثابت ہے کہ زمین ساکن اور بیرونی متحرک ہے۔ برصغور و ہند  
 کو ان یقینات کو چھوڑ کر۔ تو برصغور اور ہندوستان اور ملکی سے کسی نہ کسی وضاحت اور تعلیقات اور تعلیقات  
 کے پیچھے نہ برصغور کی اقلیت کریں۔ اسی نتیجہ کے بعد ترقی پزیروں سے یہ ہے کہ زمین کی طبیعت  
 ایک ایسی ہے جو کہ عالم اور مرکز جہاں میں سکون کی حالت میں ہے۔ اور بالظن صاحب کے اصل  
 مستقیم ہے۔ اور جس میں میں مستقیم کا ہو۔ حال ہی کے اسی میں مبداء میں مستقیم کا ہو  
 یہ کہ فلسفہ کی علم حرکت و سکون میں ایک ثابت و متحرک قانون ہے کہ اصل ہر ایک جسم میں مستقیم  
 میں مستقیم کی حالت اور جہاں کا مرکز ہے۔ اور ہر ایک جسم میں یہ طبیعتی میل ہوتا ہے جس  
 مستقیم اور اصل مستقیم کے دو مبداءوں اور تعلیقات کا اچھا نہیں ہو سکتا۔ جسم بیحد علم حرکت میں تو  
 ہر جسم بیحد ہوتے کے چھوٹے ایک طبیعت ہے اور اگر طبیعت کو مادی چیزوں کی حالت میں ہو سکتی  
 اور جسم مرکب میں جو وہ میلوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اس میں ترقی اور مشاہدہ کے طور پر  
 ثابت ہوا کہ زمین کے ہر ایک جسم میں جس طرح کہ اگر جہاں میں جہاں کہ اوپر سے چھوڑا  
 جائے تو وہ ہر ایک جسم کے سبب اپنے مستقیم ہر طور پر آتا ہے اور حرکت محو ہوتی  
 نہیں کرتا۔ لیکن ہر ایک جسم میں جو کہ حرکت کے ترقی میں اس میں مشاہدہ کے طور پر  
 سے جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔ اور جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔  
 اور جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔ اور جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔  
 اور جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔ اور جہاں سے جاتا ہے اور جہاں سے جاتا ہے۔



کہ زمین اس پتھر و خیزہ کو جذب بقدری کیوجہ سے کھینچنے اور گر رہی ہے۔ بالکل باطل ہے۔ اور اسکا ابطال  
 کے دلائل اس کتاب سے جیسے میں گذر چکے ہیں۔ اس پر کہ اور دلیل سے استقرای سے ثابت ہو رہا ہے  
 کہ زمین متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے۔  
 دلیل ششم <sup>رقبہ</sup> بالعرض اگر زمین کو متحرک مانا جائے جسکی قوت ثانیہ ۱۹ میل فی ثانیہ ہے ہزار میل فی ثانیہ  
 ہے۔ تو اب اس بات کا فیصلہ کرنا سائنس دانوں پر ضروری ہے۔ کہ کیا  
 شعری ہوا اور پانی کا جو جو حصہ زمین کے جسم میں جھے کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ ہمیشہ زمین  
 کے آخری حصہ کے تیسرے ایسے پورے حجم کے سمیت بغیر کسی طرح کے لغو و تبدل کے اور آخر  
 انتقال میں جو شعاع الے سورج کے زمین کے ساتھ ساتھ جاتا ہے یا نہیں۔ اگر زمین کے اصل حصے  
 کا ساتھ ساتھ ہوا و آبی ہر ذرات سمیت سرخ ہے یعنی حالت پر نہیں جا سکتا بلکہ  
 بوجہ بستی ہر ذرات کے ہوا اور پانی کا وہ حصہ بھی رہتا جاتا ہے۔ اور آنے والی ہوا پانی کا کدوا  
 حصہ اسکی جگہ آتا رہتا ہے۔ جسے نہ مشرق کی طرف جاتا ہے نہ کسی گھاٹی سے مشرق کی طرف  
 کیونکہ مشرق کی طرف آنے پر متی جاتی ہے اور اسکا دھواں بھی رہتا جاتا ہے۔ نہ ہی کبھی  
 سے اگر کوئی کبیرا باہر نکلتے تو وہ بھی کوئی نہ آتا ہے۔ اسکی طرح جب مشرق کی طرف متحرک  
 ہو رہا ہے تو کدو یا شعلہ یا پتھر کے کا پھر یہ ایسی چیز کی طرف ہی نہ آتا ہے بلکہ اگر کوئی ریل کے  
 نشست پر بیٹھا ہو تو ہوا اسکی بھی کی طرف گرا رہی ہے۔ اسکی طرح اگر کوئی آدمی ریل کے ساتھ  
 ساتھ زمین پر چلتا ہو یا تیز کوئی پرندہ ریل کے قاذی مشرق کی طرف جاتا ہو تو وہ آدمی  
 اور پرندہ دونوں بھی رہتا ہے اور ریل کے آگے بڑھ جاتا ہے۔ اگر کسان کھل سائیس ہاتھ میں  
 تو ضرور ہے کہ توڑی پرندہ یا ہوا کی چھان یا پائل وغیرہ غرض کہ کوئی جسم ہوا پر مشرق کی طرف  
 گزرتا ہو ہمیں نظر آئے۔ کیونکہ جب ریل ان سے آگے بڑھ جاتی ہے اور زمین کی حرکت تو  
 ریل سے زیادہ دیر سے۔ ریل ایک گھنٹے میں ۱۰ میل چلتی ہے اور زمین ہزار میل سے  
 جاتی ہے۔ اسکی حالت کہ پرندہ عام دن میں اور ہوا کی چھان ایک گھنٹے میں ۱۰ میل چلتی ہے اور  
 ہوا ایک گھنٹے میں ۱۰ میل چلتی ہے۔ تو جبکہ ہر ذرات مشرق میں کسی مقام پر متحرک نہیں  
 ہوئے ہیں تو ہوا پر چلتے جاتے ہیں اور سارا سارا دن تقریباً ہوا پر اڑتے رہتے ہیں۔ غرض  
 کہ وہ اپنے اگلیانے اور مکان پر نہ ہوتے سکیں۔ کیونکہ انکی اڑنے کی حالت  
 میں زمین کی ہزاروں کس تک انکی آشیانوں اور مکانوں کے ساتھ لے ہوئی مشرق کی طرف  
 بڑھ جاتی ہے اور وہ بھی رہ جاتے ہیں۔ سچہم ہوا اگرچہ پھری ہوئی ہو تاہم عام طور پر  
 مشرق و غربت سے متحرک نہیں جاتی ہوتی نظر آتی ہے۔ جیسے ریل کے ذریعے سے عورت یا کدو یا  
 کدو کے پتھر یا پتھر کے پتھر سے ہوا اور چھل پتھر نہ چلے۔ ہوا مشرق کی طرف نہ جاتی ہو تو پتھر  
 کے پتھر سے نظر نہ آتے اور نہ ہی ہوا۔ چھل پتھر سے نظر نہ آتے۔ چھل پتھر سے نظر نہ آتے۔







کئی وہم خیال کروہ دریا اور سمندر کی سطح پر ایک ساتھ زمین اور آسمان جو ٹریں جگہ درج ہے  
وہ دونوں جگہ سے متصل ہیں جو جہاں سے زمین کی سطح اٹھ اٹھ کر آسمان پر پہنچتا ہے  
سے ثابت ہے۔ اور یہ - (مشرق و مغرب کے درمیان جو خط ہے جو کہ زمین کی سطح پر سے گزرتا ہے  
سیدنا ابو بکر کو پیش کیا جائے تو اس کے اور جانب درود پڑھتا ہے کہ اس میں جہاں لطف مشرقی چلا جائے  
اور وہ پھر جہاں سے مغرب کی طرف ٹھہرے - پس ہوتا - اگر یہ کہا جائے کہ ہوا اسکو جہاں سے اڑے  
اور پھر نہیں گزرتا تو پھر جہاں سے پھر اڑے پھر وہیں جہاں کے مغرب وہ جہاں کی جانب مغرب  
واقع ہوتا اسوقت ہوا اسکو کون کونسی - سوچو - جہاں ہوا ساکن ہوتو ایک تھوڑی دیر کو  
میں اڑے پھر سے چورہا جائے تو جہاں سے پھر یہ ثابت ہے مشرق کی طرف واقع ہوتا ہے  
ہوا کا اثر نسبت مشرقی و مغربی کے مختلف ہے زیادہ بڑا ہے - اور ہوا چونکہ ہر گھنٹہ زمین کے  
مشرق کی طرف جاتی ہے تو جہاں سے کہ نسبت پھر سے مشرق کی طرف دوسرے جہاں سے جیسے  
اگر مشرق کی طرف جاتا ہو تو یہ امر مشاہدہ ہو سکتا ہے - چارم - اس صورت میں کہ کئی تھوڑی  
کڑی ہوا بھی زمین کی حرکت کے ساتھ ساتھ زمین کے زمرہ اور مختلفہ کی طرح بالآخر اس حرکت کرنا  
پس تو اس سے زمین کی حرکت کے کچھ فرق ہوا جہاں اڑا اور چند ہر نہرے ایک مقام سے اس وقت  
میں مادی ہوا مشرق کی طرف جاتا ہے اور یہ مغرب کی طرف - مشرق کی طرف جانیوالوں کی تین حرکتوں  
پر ۱۰ - اسی زمین کی حرکت (۱) زمین کی حرکت (۲) پھر ہوا کی حرکت اور ہوا کی حرکت ہر دو حرکتوں  
میں سے - زمین کی حرکت یہ دو حرکتیں ہوں گی حرکت کی متعدد معاون ہیں اور مغرب کی طرف جانیوالوں  
کی طرف ایک ہی اپنی حرکت تھی مگر آخری دو حرکتیں انکی حرکات کے مخالف و متقابل ہوں گے  
اور روکنے والی ہوں گی - اس طرح میرے ذمہ ہے کہ مغرب کی طرف جانے والے جس مسافت کو ان کو  
پس طے کریں - مشرق کی طرف جانے والے رشتہ ایک گھنٹے میں طے کریں - جسے کہ گزرا دیا اور جبکہ مشرق  
کی طرف جانے ہوں تو مشرق کی طرف جانیوالے جہاں اڑیں اور میرے ذمہ ہے کہ متعدد معاون ہوں اور انکی رفتار  
کو ثابت بنوں اور میرے ہاتھ میں وسیعہ مغرب کی سمت کی رفتار نسبت بطی کہ جس سے  
جس مسافت کو مغرب کی طرف جانیوالے ایک دن طے کرتے ہیں - مشرق کی طرف جانے والے ایک  
گھنٹے میں طے کرتے ہیں - حال آنکہ کہ سطح واقع نہیں ہوتا - جس ثابت ہوا کہ زمین کی حرکت ہے -  
دلیل سہتم - اگر زمین کی حرکت محوری ہی سیارات کے ظاہر و غائب ہونے کا سبب ہے تو جہاں کہ ہر سیارہ  
دلیل ہوا کہ اس طرح سنا - کھلی بھی ظاہر و غائب ہوتا ہے مگر وہ ہر شب کو عین ظاہر ہی رہتا ہے  
اور غائب کبھی نہیں ہوتا - اس سے صاف ثابت ہے کہ سیاروں کے ظہور و غروب کا سبب انکی  
اپنی حرکت ہے تاکہ کہ زمین کی حرکت محوری ہے -  
دلیل ہشتم - اگر زمین سورج سے ساہتر نو گزرو میل ششستر لکھو میل یا اسی کی حرکت اپنی  
- اس کے ساتھ ساتھ دو -



لیے جو جسے گزشتہ نہ دے۔ کیونکہ ایک شوخ جسم وہ جس سے ٹھوس جسم کو اپنے جہ میں  
بہر سو رخ کے گزرتا نہیں تھا۔ دیکھو جیسے نامائیکہ انول کے آسمانوں کے وجود میں ہے  
انہار کر دیا ہے لیکن آسمانوں کا وجود دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے اس بحث کے متعلق  
تفصیل بیان کسی اور مقام پر آئیگا۔ (تجربہ)۔ آپ ہم زمین کی حرکت کو۔ اپنے ہر  
عقیدہ پر مشتمل بعض چیزوں پر دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے۔ زمین کروہ جو اس کی حرکت خارجی حرکت زمین مغرب  
سے مشرق کی طرف ہے اور ہوا کی اپنی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف ہے اور یقیناً مانی  
بعدی بات ہے کہ ہوا کی حرکت عرضی حرکت کی طرف ہے۔ اور اس کی اپنی حرکت مشرق  
درجہ سر سے اور تیز ہے۔ اس صورت میں اگر ایک تقریباً ایک پیر یا کاغذ کے ٹکڑے کو مینار  
کے اوپر سے پورا میں گھسوا جائے تو چاہے کہ تھوڑا سا مغرب اور سر سے گھسوا جائے  
مشرق واقع ہو۔ حالانکہ ہوا کی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ یا زمین کی حرکت  
سے ایک طرف ہے اور ہوا کی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف ہے اور زمین کی حرکت مشرق  
جانب سے ہے تیز ہو جائے گی۔ اس کی بر خلاف وقوع میں آتا ہے۔ مغرب کو جانے والا  
نہایت سوجھے اور مشرق کو جانے والا نہایت ابھرا اور پھر اس پر نظر آتا ہے۔ حکم ایسا اور اس کے  
اسکو مقام زمین سے بھی نہیں ملتا۔ اس کے سوا کسی اور کمرہ جو زمین کی حرکت  
ہو کہ ہوا کی حرکت میں جو مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ حالانکہ وہ اپنی حرکت  
سے نہایت تیز ہو اور مغرب سے جانے والی ہو۔ یہ کہ مشرق کی طرف جانے والی نہایت  
زمین اور ہوا کی حرکتیں جو مخالف ہوتی ہیں تو اس کی حرکت میں۔ اور مغرب کی طرف جانے  
والی حرکت کو اس کی اپنی حرکت سے پھر زمین اور ہوا کی حرکتیں اسے روکتی ہیں تو اس کی حرکت  
ایک حرکت بھی ہو کہ نہیں۔ حالانکہ وہ مسافر اور رفتار سے مسافر حرکت کرتی ہیں۔  
ان دلائل طبیہ سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے متحرک نہیں۔ لاف و تہمتیں  
آپ ہم زمین کی حرکت کو بے بنیاد علم و عقل سے ثابت ہے۔ (ایضاً) اور علم و عقل کے باطل حرکت میں  
ذات کل رقص یہ ہیں

دلیل ہم اپنی بات پر جسے دلیل کافی کہتے ہیں اس پر جو یہ ٹھوس دلائل ہیں اور یہی  
ہو زمین جو زمین کی حرکت میں ایک بار ایک پیر یا کاغذ کے ٹکڑے کو مینار  
کے اوپر سے پورا میں گھسوا جائے تو چاہے کہ تھوڑا سا مغرب اور سر سے گھسوا جائے  
مشرق واقع ہو۔ حالانکہ ہوا کی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ یا زمین کی حرکت  
سے ایک طرف ہے اور ہوا کی حرکت مشرق سے مغرب کی طرف ہے اور زمین کی حرکت مشرق  
جانب سے ہے تیز ہو جائے گی۔ اس کی بر خلاف وقوع میں آتا ہے۔ مغرب کو جانے والا  
نہایت سوجھے اور مشرق کو جانے والا نہایت ابھرا اور پھر اس پر نظر آتا ہے۔ حکم ایسا اور اس کے  
اسکو مقام زمین سے بھی نہیں ملتا۔ اس کے سوا کسی اور کمرہ جو زمین کی حرکت  
ہو کہ ہوا کی حرکت میں جو مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ حالانکہ وہ اپنی حرکت  
سے نہایت تیز ہو اور مغرب سے جانے والی ہو۔ یہ کہ مشرق کی طرف جانے والی نہایت  
زمین اور ہوا کی حرکتیں جو مخالف ہوتی ہیں تو اس کی حرکت میں۔ اور مغرب کی طرف جانے  
والی حرکت کو اس کی اپنی حرکت سے پھر زمین اور ہوا کی حرکتیں اسے روکتی ہیں تو اس کی حرکت  
ایک حرکت بھی ہو کہ نہیں۔ حالانکہ وہ مسافر اور رفتار سے مسافر حرکت کرتی ہیں۔





مگر یہ وہ لا جواب اعتراض ہے کہ جس کا جواب اس زمانے سے میسر نہیں رہتا ہے نہ کہ صریح  
 کے گذرنے کے بعد بھی نہیں دیا گیا اور نہ ہی آئندہ دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ خواہش کی گئی  
 ہمیشہ اور ظہور و حقائق بلکہ تشریح و تبدل یکسانیت ہی نظر آتی ہے۔ تاہم و تفکر۔  
 البتہ شش حالات۔ یعنی زمین سے آفتاب کا فاصلہ اور اس کے  
**دلیل ہوازدھم** { کوڑھیں کے زمانے میں مسند میں کا خیال تھا کہ آفتاب کا فاصلہ  
 چار سو لاکھ میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا بلکہ بعض کی رائے تو یہ اندازہ بھی کیا تھا کہ آفتاب  
 کا فاصلہ صرف ایک کروڑ و پچاس لاکھ میل سے کسی طرح کم نہیں  
 ہو سکتا تھا۔ تاہم یہ بھی ہے کہ اعداد پر نظر ثانی کرتے ہوئے کیسے نہ یہ نتیجہ نکالا کہ یہ اندازہ بہت  
 کم تھا۔ اور آفتاب کا فاصلہ ایک کروڑ و پچاس لاکھ میل سے کسی طرح کم نہیں  
 ہو سکتا تھا۔ کیسے نہ یہ ظاہر کیا کہ یہ اعداد بھی اصل سے بالکل متعارف نہیں رہتے۔ اصل فاصلہ  
 آٹھ کروڑ چار سو لاکھ میل ہے۔ کتنے اپنی رشتہ گاہ سے تمام اعدادات قابل اطمینان تمام  
 دیے لیکن مختلف مقامات کے رشتہ کی تباہی کا جب مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لائقِ حرج  
 سب میں موجود ہونا چاہیے تھا مفقود ہے۔ یعنی کم سے کم فاصلہ آٹھ کروڑ و پچاس لاکھ اور زیادہ  
 سے زیادہ فاصلہ دس کروڑ لاکھ میل قرار پایا ہے۔ اس صداقت کی تصدیق کے لئے مشہور  
 و معروف مسند انک نہ سسٹھ و سولہ ایس میں ان مختلف اعدادات پر نظر ثانی کی اور یہ  
 نتیجہ نکالا کہ آفتاب کا زاویہ اختلاف منظر افقی یعنی اس شدت کا زاویہ اس جس قابل  
 نصف قطر ارض ہے اور دونوں ساقین آفتاب پر چاکر ملتی ہیں بقدر  $90^{\circ} 54' 40''$   
 کے ہے۔ اور اس لئے زمین سے آفتاب کا فاصلہ نو کروڑ و پچاس لاکھ چھ سو ہزار میل ہے۔ اس کے بعد  
 انہیں اعدادات پر تبصرہ نہیں نہ کیا اور نتیجہ نو کروڑ و پچاس لاکھ اسی سو ہزار میل نکالا  
 جس پر بعد کو تیرہ اپنے پیشرو کے نتیجہ پر ایک لاکھ میل کا اضافہ کیا۔ ایشیائی اور یورپین  
 ایک دوسرے طرح تھے۔ یہ اس نتیجہ پر پہنچے اور کہا کہ فاصلہ آفتاب کا نو کروڑ و پچاس لاکھ میل ہے  
 البتہ اسٹون نے اعدادات سے سائنس کی منطق سے یہ رائے قائم کی کہ حقیقی فاصلہ نو کروڑ و پچاس لاکھ  
 میل ہے۔ سب آخر میں قرعہ اور قرعہ طبعی تجربات سے جو بہت رشتہ اور کائنات پر  
 مبنی تھے اور اس لئے بالکل نوعیت ان مشاہدات سے بالکل مختلف تھے جن کا انحصار  
 مرد و زہرہ پر تھا یہ نتیجہ نکالا کہ فاصلہ نو کروڑ چورہ لاکھ میل ہے تاوقتیکہ سال آئندہ  
 کے لئے مرد و زہرہ کے تباہ معلوم نہ ہوں۔ یہی تسلیم کرنا چاہیے کہ آفتاب سے زمین کا فاصلہ نو  
 کروڑ و پچاس لاکھ میل سے کسی قدر کم ہے۔ اور تاہم ترقی اکشافات شدت اس اندازہ  
 میں کسی قدر ترمیم کی ہے۔ اور اس وقت کے سائنس دانوں نے یہ نتیجہ قائم کیا کہ زمین کے نزدیک  
 امر متفقہ ہے کہ سورج کا فاصلہ نو کروڑ و پچاس لاکھ میل ہے۔ مگر کہ مذکورہ سائنس  
 ترقی آ رہے ہیں لیکن آئندہ سائنس متفقہ نہ ہو جائے تو پھر سائنس کے اصل اصول





تقریریں ہیں کیونکہ عقل قطع میں یہ امر لازم نہیں کہ صغیر ہمیشہ کبیر کے گرد متحرک ہوگی  
نہیں دیکھتے ہو کہ گھڑیاں میں ایک محور کے پدے کے گرد بڑے پدے حرکت کرتے ہیں۔

دفعہ نقص اگر ہم فرض کریں کہ آفتاب مرکز ہے اور زمین اس کے گرد (۶۵ سال) دن میں  
سالانہ دورہ پورا کرتی ہے تو یہ حال سے خالی نہیں کہ یا تو محور کے گرد گھومنے کی حرکت  
آگے بڑھتی جاتی ہے جسے میل کا پتہ اپنے محور پر چکراتا اور آگے بڑھتا جاتا ہے جس کا پتہ  
ملے ہوتی ہے۔ پس اگر یہ صورت ماننے ہو تو زمین ہر روز و شب میں ایک چکر کھائیگی  
اور اس چکر سے اسی قدر طی ہوگا جس قدر کہ زمین کا محیط ہے اور وہ ۲۵ ہزار میل ہے  
اور چونکہ سال (۶۵ سال) دن میں دورہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو آفتاب کے گرد راستے  
جو دائرہ بنایا اس کی مسافت دونوں کا حاصل ضرب یعنی (۶۵ × ۲۵ = ۱۶۲۵) =

۱۶۲۵۰۰ سے چھڑا کر پہلے سال میں زمین اس قدر مسافت طی کرتی ہے۔ اہم  
دوسرے طریق سے اس دائرہ کی مسافت نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ زمین سے  
آفتاب تک ساڑھے نو کروڑ میل فاصلہ ہے۔ اگر اسکو نصف قطر مانو تو پورا قطر آٹھ کروڑ  
میل اور قطر محیط میں (۲۲) کی نسبت لگانے سے محیط (۵۷) کروڑ سے زائد  
ہوگا اور اگر دائرہ بیضاوی کی کمی رکھو تو پچاس کروڑ سے کسی طرح کم ہونا ممکن نہیں  
حال آنکہ تینے حرف اکاؤنٹ لاکھ بیان کیا ہے یہ محض حیطہ ہے اگر تم کہو کہ زمین اپنے خود  
مشرق کو حرکت کرتی ہے اور مختلف جذبات کی وجہ سے وہ شمال کی جانب بڑھ کر سطح  
مسافت سالانہ کرتی ہے۔ اس طرح کہ آفتاب کی کشش اپنی طرف اور زمین کی نفرت اپنی طرف  
اور دیگر کوئی سیارات کے جذبات اپنی طرف کھینچے ہیں لہذا دائرہ کی شکل میں بولنا ہوکتا ہے  
اور ایک منٹ میں (۶) ہزار میل بڑھ جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ عجیب سننے کے  
قابل ہے کہ جذب آفتاب باوجود اس قدر قوت شدید کے جس کے سامنے زمین و سیارات جھک کر  
دیارہ نہیں کہ جسے منطقی کے مقابلہ میں گویا۔ پھر زمین کی قیامت کیا مقابلہ کر سکتی ہے اور  
آندھ کی کے مقابلہ میں مجھوں کی بیروں کی ہوا کی اثر پیدا کر لگی۔ لیکن ہم اس عجوبہ کو چھوڑ کر  
بدیہی جذبہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اول تو یہ سترہ مانا کہ زمین ان مختلف جذبات سے  
مستقیم رخسار سے نہیں چلی سکتی بلکہ مستدیر صورت میں ہو جاتی ہے لیکن زمین کی ذاتی حرکت مستدیر  
ہے جب اسے شہ لا جنوٹا مستدیر حرکت کی ترسہ یا غریبا اسی مسافت میں محور کی حرکت ملتی ہے  
جیسا کہ حکم دوم میں مذکور ہو چکا ہے اور زمین کا محور حرکت منحنی نہیں کہ اسکو مقتضائے ذاتی ہے  
بلکہ حال تک سامنے کو بڑھ کر حرکت اسکو کھینچنے والی نہیں اور اگر ہوتی تو بھی غیر منحنی محور میں وہ ذاتی  
حرکت مستدیر سے اسکی جانب راہ نہ ملتی پس محال ہے کہ پھر دو حرکت متضادہ سے  
دوم یہ کہ کہ زمین اس پانی و مٹی کے مجموعہ کا نام ہے مٹی خشکی جس سے سات گونہ ہے

پانی اس خشکی کے گرد محیط ہے اور مجموعہ کر کے مذکورہ حرف شرف یا متحرک اور شمال جنوب یا جنوب  
تو کوئی وجہ نہیں کہ پانی متصل بہتہ نیچے و اجنبی کہ نیر کے خلا کے عزت مقام میں یک شرف ہے۔ کہا  
گیا کہ تیرہ حرکت ہے پانی ٹپکنے نہیں پاتا۔ جواب یہ کہ جو بعض گھٹنے میں شرف مندر حرکت  
۲۵ ہزار میل ہے تو فی گھنٹہ ایک میل کے قریب ہوئے اور وہ اس عظیم جسم کے مقابلے میں  
مغض نیست حرکت ہے اور شمال جنوب البتہ فی لمحہ ۶ ہزار میل ملتے ہو لیکن وہ  
مستورہ ہو کر حرکت محض کے ساتھ اسکا جمع ہونا محال ہے۔ جیسا کہ ثابت کر چکے ہیں۔  
علاوہ ازیں وہ پانی جانب شمال یا جنوب سے بہہ جانے کے وہاں حرکت ندارد ہے۔ کہا  
گیا کہ ہمارے تجربہ کے یہ ہو کہ ہے۔ جواب یہ کہ سمندروں پر ہمارے کی غایت مقید ہوئی لیکن  
جہت کے فیصلے پانی پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اگر کسی مرکز ثقل سے پانی حرکت کرتا ہے تاکہ مرکز  
سے نہ جانے اور ہوا روک نہیں سکتی۔ جواب دیا جاوے گا کہ پانی کا مرکز باسطح ساحل  
ہے تو سمندروں کے نزدیک کوآندیشی بھی روک نہیں سکتی۔ مخرج کو افسوس ہوتا ہے  
کہ ایسے حضرات کہ روکنے میں تیارہ وقت رائگاں کیا جاتا ہے اور جسے معلوم یہ کہ  
جہت شمال جنوب یا ایک درمیں ۶ ہزار میل رفتاری ہے تب ہم ایک لمحہ میں اسکا امتحان  
کھا دیتے ہیں اور وہ معلوم کہ جہت ثابت ہے ایک گز جانب آسمانی چوڑا اور وہ گویا  
اب زمین میں سے جدا ہو کر اس خلا میں ہے اور زمین اسی خلا میں متحرک ہے پس  
اگر وہ گز ایک لمحہ میں گز خلا میں آئے اور گز ایک شرف ہر آواز میں  
اتنی درمیں ۶ ہزار میل پہنچ جائے گا حالانکہ یہ بالکل دروغ ہے کہ حرف دس بار  
میں گز آئے وہ بھی چھوٹے ہیں اور یہ پانی ہزار میل کا ہے اور خود اسی لوگوں نے  
گیز کا طبع میں اسکی آواز لینے کی کوشش اور ایسا اقرار کیا کہ گز میں بہت کم  
آواز آتی ہے۔ اگر کسی کو کہہ کر کہ پانی میں گز ہے۔ جواب یہ کہ تمام ہوائی خلا  
میں حرف و خطہ بقیہ کیساں؟ معلوم ہے۔ اگر کسی کو کہہ کر کہ گز ایک لمحہ میں گز آئے تو  
ہوا آئے کہ زمین سے ۶ ہزار میل سے کم نہیں اور جذب میں ہر جگہ یکساں ہے تو  
وہاں پانی ہر جگہ شعل شعل شدت میں جو گز چھوڑ دے وہ ایک منٹ کے بعد گھٹ پانی کے جزیرے  
میں حلقہ زبر پیدا ہو جاتا ہے یہ بھی دروغ اور محض خیالات ہیں۔ حصول از تفسیر  
سراجہ الدقائق السید لغیرہ صاحب ترجمہ مقام علیہ السلام۔ شیخ نظامی رحمہ اللہ علیہ کا

شذریل کتاب حکمتہ اللہ انزالہ کے شان نہایت منطبق اور نہایت  
موزون و ضمیمہ و مناسب حال ہے۔ و ہو ہذا بیت  
سبیا ہی ذوق خال عباسیاں ذی سفیدی ہر چشم شہاستان  
تمام ہر ۵۵۰ تا ۶۰۰ کتاب خانہ دارالعلوم





نیاید و ما جز نظر کردن و ذکر خشنه باز یا خورنی و زبان تازه کردن با تو و نیکی گفتن علت از کار تو و  
حساب کردن بگذریم و اگر کسی از تو اندیشه و آگاهی است و بر وجه آخر می آید و می بیند که نیازی به نیازی  
چنان آفریدی زمین و زبان و بمان گردش ایلم و آسمان و که چنانکه اندیشه کند و بداند و سر خود بر وی نماند و می کند  
حصه از فکر بر کشیدی مانند و در و کردی و شد از اندیشه

لیکن مگر وہ انسان کامل اور مجسم عقل اور عقل کل یوں بقید اس سال حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے  
 سب سے پہلے سموات و کرسی و عرض کا سیر کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے دیندار بلکہ جناب سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ سے  
 جمیع حقائق و معارف کے علوم حاصل کیے ہیں جو کہ وہ لوگ ان لوگوں جو آج ہزاروں دینی مسئلوں پر غیر متفقہ و غیر  
 ان کے اذاعت و اتباع کر کے اس پر عمل و یقین کریں۔ جناب حضرت شیخ حسن دینا لدین عطار رحمۃ اللہ علیہ  
 فرماتے ہیں۔ ایات۔ کشائی دولت روحانیوں یا درحیان حکمت یونانیوں یا تالزل حکمت گریز فرد تو  
 کے سوزی در حکمت ان مرد توڈا گرازاں حکمت دے افر فحہ یا کہ جنان فاروق برہم سوختے یا شیخ دی چہ  
 حکمت یونان لبوخت یا شیخ دی زلی جہم بر تولاں فروخت یا حکمت شیریں است را مرد دی یا خاک بر  
 یونان فشن از درد دی۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں۔  
 و فلا سفر یونان کہ مقصد آنکہ خود عقل راں بختہ اند در تہہ تعلقات مے ماندند۔ عج تر آنکہ  
 جمعی این مسافر احکام مے نمانند و حکمت منسوب میدارند اطلاق حکما بر اینہا کہ سراسر جہل مرکب نصیب  
 است بکہ اختیار نمودہ آید احکام اندامی الف احکام انبیاست علیہم السموات و الارضات  
 ابوینا از دم کہ علیہم فلسفی سرے ندانند و بتسویلات و فلسفہ مفسرین اند اس جماعہ را عقلی

[illegible]

زبانا سے من رطوبہ الرسول فقد اطاع الله۔  
 یہ کچھ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔ سو اہم غزالی نے تہافت الفلاسفہ کے دیباچہ میں تمہید لکھی وہ ہمارے زمانہ  
 کے بہت جتنی ہے اسلئے ہم اسکو نقل کرتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ایسے لوگ بد امن ہو گئے ہیں جنکو یہ  
 زعم ہے انکا دل و دماغ عام آدمیوں سے ممتاز ہے یہ لوگ قدسی احکام و قیود کو حقارت کی نگاہ  
 سے دیکھتے ہیں انکا خیال یہ کہ حکم کے قدیم متکلف افلاطون۔ ارسطو۔ وغیرہ مذہب کو انہو سمجھتے تھے  
 اور نہ کہ یہ حکم تمام علوم و فنون کے بانی اور موجد تھے اور عقل قدم میں انکا کوئی جہیز نہیں ہوا  
 اس لئے انکا مذہب اص بات کی دلیل نہیں ہے کہ مذہب حقیقت میں لغو اور باطل ہے





اور سر سید صاحب اہل تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ جن لوگوں نے علوم جدیدہ (نظام شمسی) میں توحید  
 کیا تو وہ عیسائی اہل یا مسلمان یا ہندو۔ اہل توحید نہ تھے نہ یہی تھے نہ تھے وہ اس لئے  
 کہ انہوں نے علوم جدیدہ (نظام شمسی) کے مسائل کو سچ اور صحیح اور درست جان کر توحید نہیں کو  
 جب اس کے خلاف پایا تو غلط مانا۔ اسی سے اور برکت راز کا نذرہ ایسی کتاب لکھ کر برکت میں لکھتے ہیں  
 نکتہ اول اسرار الہی پورچے کے برکتی قارئین کی برکت اعتقاد دینے والے (میرزا علی قزوینی) کہتے ہیں  
 دوزخ پر ایک کتاب میں غلطیاں ہیں جو البتہ کثرت نہیں ہو سکتی قرآن۔ انجیل۔ تورات۔ زبور۔ صحیفہ۔ آدم  
 و سائر۔ ژند۔ آستان۔ ان میں آسمان مانے ہیں اور ان میں گزشتہ میں مانی ہیں اس لئے ایسی دانش غلطی  
 کتاب میں کلام الہی کیونکر ہو سکتی ہیں۔ یہ کتاب میں پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کا مجموعہ میں جو حسن  
 اعتقاد سے ان لوگوں کے پیروں ان کو کلام الہی ماننے میں رہتی۔ یہ عبارت استیلا علیہ السلام کی مختلف عبارتوں کا  
 خلاصہ ہے۔ اور دیا شدہ زمین کے سکون اور سوجھ و چاند کا حرکت ثابت کر نیوالی آیات کو نقل کر کے  
 لکھا ہے کہ قرآن چرک زمین و آسمان اور سوجھ کو متحرک مانتا ہے لیکن یہ کلام الہی نہیں (اسیاد بائیس) کیونکہ میرزا  
 صاحب آف اسرار الہی نے یہ کلام قرآن کا مصنف کو جغرافیہ میں نہیں آنا۔ اور سیرج آریہ مسافر میں  
 لکھا ہے (خود بائیس) و دیگر جغرافیہ دیکھ لکھا ہے۔ حالانکہ بائیس میں المشرق قات یا من المشرق  
 ترجمہ کا ہوا ہے (و یانند) دیکھو یہ لفظ علی کی بات ہے اتفاقاً یہ مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق  
 کو کہیں آجاتا ہے وہ تو اپنے طور پر گردش کرتا رہتا ہے اس سے تحقیق جانا جاتا ہے کہ قرآن کا مصنف کو  
 علم حقیقت اور جغرافیہ بھی نہیں آتا تھا۔ رستیا رستم پر کا شرف عبادت ہے اس لئے جہلی کے اللہ ان فرشتے  
 و اس وجہ سے انہوں نے جہالت چھت کسی کی ہو سکتی ہے۔ یہ جہالت کی بات ہے اس سرائی کا وجہ  
 بائیس میں کتابت ہے اگر کسی اور کہہ کر کہ آسمان ماننے والی توحید ایک گمراہی کی بات ہے۔ اور وہ کہہ  
 ۱۔ و سحر حکم شمس و القمر و النجوم ان کی جہالت اور سیرج میں لکھتے ہیں اور زمین میں نہیں لکھتے۔ اگر کوئی  
 نہ گمراہی تو دن رات کچھ بیروں کا ہوتا۔ ۲۔ و جہالت فی الارض و اس میں ان تفسیر پریم۔ اگر  
 مصنف قرآن زمین کا گردش و مدار کو جانتا تو کتابت میں لکھتا کہ زمین گردش کرتی ہے۔ زمین نہیں چلتی۔  
 ۳۔ و جہالت اور دیکھ کر دیکھتے ہیں چاند میں کا قوی ہونا اور سوجھ کے گردش و سوجھ و سوجھ و سوجھ  
 مقدر ہے کسی قدر میں کتابت میں لکھتا کہ زمین میں آئینہ تمام ہر جہالت شفق ہو۔ ۴۔ و جہالت بائیس میں  
 ۵۔ و جہالت سوراخ میں یہ کہہ کر کہ تفسیر یا دیکھ کر کہ زمین پر چار کھیا کہ نہ آسمان کے دروازے میں ہوتا  
 و ان میں جہالت میں اور نہ آئینہ کوئی لفظ میں جہالت ظاہر ہے کہ آسمان کا بائیس میں آسمانی  
 جہالت آسمانی فرشتے۔ اور آسمانی تخت بھی باقی نہیں رہتا۔ کہ بات آریہ مسافر و جہالت میں لکھتا ہے  
 قرآن میں کوئی اور لفظ ان کے خلاف نہیں اور یہاں کوئی کوئی نہ کہہ سکتا۔ لیکن یہ جہالت شمس و القمر و النجوم  
 کے خلاف مصنف قرآن کو بھی نہ آتا ہے حالانکہ جغرافیہ و ان جہالت میں کہ زمین کو چار کھیا کہ نہ آسمان کے دروازے میں ہوتا  
 لکھ دیا ہے۔ چنانچہ جہالت میں لکھتے ہیں کہ زمین پر چار کھیا کہ نہ آسمان کے دروازے میں ہوتا  
 جہالت میں قرآن شمس و القمر و النجوم کی جہالت سے دور رہا ہے۔ اور جہالت میں لکھتا ہے کہ زمین پر  
 چار کھیا کہ نہ آسمان کے دروازے میں ہوتا۔ ۶۔ و جہالت میں لکھتا ہے کہ زمین پر چار کھیا کہ نہ آسمان کے دروازے میں ہوتا



دلائل پر چھوڑ دیا۔ اور یہ خبر کریں کہ ہے۔ دراصل وہ اور یا نہ لکھا تھا۔ اذ آرت الارض رخیالہ زمین  
 و سمیت بحرکے اور قرآن آئے ساکنی سمجھتا تھا۔ ستیارتہ پر گراں۔ اذ الشقیق السماء الخ  
 یا آسمان بھی پہلے لکھا تھا کہ کبریا تو نہیں۔ خلق السمیع سموات طباقا الی رکائش بہ جسم کسطح  
 سات طبقہ بن گئی تو اگر آسمان اجسام ہیں تو چاند اور سورج کسطح روشن کر سکتے ہیں۔ والہما و  
 ذرات البروج الخ قرآن کو علم جزائیہ و سمیت سے مطلق واقفیت نہیں۔ ستیارتہ پر گراں۔  
 یا بانیل کی نسبت لکھا ہے۔ قرابت میں ہے۔ آیت میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا الخ جب  
 آسمان پہلی بار بانیل ہوئی ہے۔ کسطح بانیل کی اور بھی وہ آیتیں کہ جنہیں آسمان زمین  
 و ابرام فطیمہ کا ذکر ہے نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ باتیں براہوں کی باتوں سے بھی بڑھ کر خوب ہیں۔  
 اور یہ جو شے پہلے سورج و غزہ کی کشش ستاروں کو کسطح گرنے یا آگیا جانے دیتی ہے۔ اور  
 آسمان کوئی شکل و جسم نہیں رکھتا کہ جسے کوئی پیٹ سکے اور اکٹھا کر سکے۔ زمین جھوٹی اور ستار  
 بڑے بڑے ہیں ای زمین پر ایک بھی نہیں سما سکتا۔ غرضیکہ دیا نند نے نظام شمسی کا اصلاح لیکر  
 کمال اللہ ذکر کیا ہے اور یہی نظم و نظام ہے جو خدا تعالیٰ پر عمل کیا ہے اذ ذلک علیہ برادر و قیاس کیا  
 حرف جزائیہ اللہ تعالیٰ اور نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر سب کو جھوٹا قرار دیا ہے۔  
 اور حرف آیت مت کہ بخیر باقی عام مذاہب اہل ہنود کو بھی جزائیہ و علم سمیت (نظام شمسی)  
 کی مخالفت اور عدم واقفیت علیہ لگا کر جھوٹا قرار دیا ہے یا حکم جہن مت اور پھر ایک مت  
 کی نور سے سخت اس کی جگہ ہے۔ وہ (ختر اوقات جو اس سے قرآن مجید پر ہے) ہیں ان کا جواب  
 دنیا میں انسانوں پر فرض تھا۔ مگر ان کا جواب اسی سے پہلے نہیں دیا گیا۔ حقیر کا فرض غائب  
 صرف یہ لکھا ہے کہ قرآن کو ان کھنوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تنہا جب قرآن مجید ان کے  
 کو بیان فرمایا تو پھر تعلق نہیں رہا۔ اور نور الدین میں بعض اعتراض کا جواب کسطح لکھا  
 خلق السموات الخ محمد الخ جواب۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ تمام مفلکات کسی ایسے سمیت سے قائم نہیں  
 جھلکے تم دیکھو۔ نور الدین لکھا۔ دوسرا۔ والقی فی الارض رواسی ان علیہ کلم و کلمہ علیہ  
 ان من مفلکات کئی طے تو مادی پیدا کی پسندنی کے لئے گئے ہیں اس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ ان کے میں نہ بنا  
 ہوتے ان کا نہیں کہیں۔ اور دوسرے مفلکات کی طے سے آیت کے یہ معنی ہوتے کہ جسے زمین پر کیا  
 دیکھا کہ چکر کھاتے ہیں ساتھ تھا۔ والقی فی الارض رواسی ان علیہ کلم و کلمہ علیہ الخ  
 ایک نہایت سچے فلسفی پر جدیدہ علوم اور حال کے مشاہدات گواہی دیتے ہیں۔ ایک عجیب لکھا ہے  
 منشاء ہے قرآن کریم میں ایک آیت ہے ایضا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمہارا استہلال ہی  
 عمل ہو جائے کہ قرآن کی خلقت کا ظاہر یہ ہے کہ اس آیت پر قرآن الخیال کسی حادہ دسی تر  
 تر اسباب یا غور کردہاں اور نہ لکھا ہے کہ بیاڑ لکھا کے گان میں وہ ایک جگہ ہے ہونے لکھا ہے  
 میں اور وہ اور کسطح میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ کلمہ لکھا ہے کہ بیاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرنے  
 سے۔ یہاں تک لکھا ہے۔ نور الدین لکھا ہے۔

یہ جواب بھی صرف حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور مصلحتوں کا بڑی جماعت اہل سنت والجماعت  
 پروردگار کے دیکھنے کی طرف سے جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو تمام سیرۃ النبی پر اعتقاد رکھتے ہیں اور  
 اپنے مطابق اپنے معیار کے مطابق ہیں کیونکہ ان کی نگاہ میں ان لا تعدد شرک بکم فی حق میں  
 اور برحقہ میں کہ بہتے ان قید بکے مضطرب کہیں ہیں اور حواسِ ارحام میں لگاتار تاکہ غلوئی ہو سکتا  
 ہو کہ یہ سیرۃ النبی کے لئے اور یہ کہ یہ سیرۃ النبی کے لئے اور اس کی حقیقت کو غیبی ہو گا کہنا چاہی  
 کیونکہ وہی (ایسی ہی) غریب و عجیب و منفرد فی القلوب میں قیامت کا دن ہو گا جو وہی غریب و عجیب کا متصل  
 ہی تر قوم ہے۔ دوسرے اگر غیب کی طرف سے کہا جائے کہ یہی تھا سیرۃ علیؑ میں تو جواب یہ ہے کہ کیوں غلط ہیں۔ اور اگر  
 وہ غلط ہیں جو اہل سنت والجماعت پروردگار کے راجعہ تسلیم کرتے ہیں۔ یہ سیرۃ کے ترجمہ جو ان کے برخلاف ہیں  
 کس طرح میں ہو سکتے ہیں۔ نیز اگر صحابہ و تابعین کی تھا سیرۃ کو اگر تم غلط جانتے ہو تو غلطی یہی ہے کہ یہاں قرآن مجید میں  
 ہے۔ انہوں نے کس طرح صحیح جانتے ہو۔ غرض کہ کتاب سیرۃ النبی میں بھی ان کے لئے اعتراضات کی جاتی ہیں و یا کیا۔ لیکن وہ غلام  
 مسلمان جو غلام شمس کو صحیح جانتے ہیں ان کے جوابات انہوں کی جانب سے نہیں دے سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم اور تعالیم  
 زمین کا سب سے بڑا معیار ہے کہ یہی ثابت ہو تا ہے کہ یہ سیرۃ النبی کے لئے اعتراضات کا مسلمانان اہل سنت و جماعت  
 پروردگار کے لئے کس طرح دیکھا ہو وہی اور وہی ہے۔ اور ان کے دیا نہیں گیا تھا اور یہ کہ یہ جواب لکھنے کا  
 خیال تھا۔ پس اس لئے اس حقیر کو قلم اٹھانے کی وجہ سے کہ یہ اہل البانہ کے لکھنے پر مجبور کیا۔ لہذا اس کتاب  
 کے لکھنے کا نام علیؑ اور سبب یہی امر ہے۔ خالصتہً

کتاب حلیۃ السالکین کے لئے لکھا گیا

الشاہ - یاد رہے

کہ کتاب حکمت الد

ابا لغز کے لکھنے کا

باعث یہی امر ہے

العبد محمد گوہر علی علوی لودھی



قرآن مجید جو کہ اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ اور وہ علامہ فرماتا ہے۔ کتب المصنفین  
اکادریہ۔ اس واسطے ہم چنے چنے عین الیقین کے ہی مذہب کے ان کے اصول کی طرف  
گوتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے مذہب کا پختہ نہیں۔

آریوں کا علم ہر طرف۔ آریوں کے معتبر علم بیت ترمی نوکد مستہبان (نظام  
عالم) موجب پنج آندگنت کا معتقد شری دراہ ہر اچارہ اوہیا۔ ۳۱ مستوہم اوہیا  
نہالی سنگر سمہاند آریہ سماج کرنال میں لکھا ہے۔ (بھوگل ورغن) (۱) پانچ شروتوں  
(یہ تھی جلی۔ اگنی۔ وایو اکاش) سے بنا ہوا اسی گول (کرہ زمین) اکاش کے اندر  
تارگن کے چکر (چکر) میں گولہ کاراس طرح ٹہرا ہوا ہے۔ جس طرح کوئی لوہا گولہ چاند  
طرف۔ ایکانت (چمپک پتھر یا مقدس اوسوں کے درمیان کا دھڑا ہوا ہے۔ نظام عالم  
آریہ کا مذکورہ اول صفحہ ۲۔ نوٹ۔ یہ گوتہ ششہ عیسوی کا تصنیف مذہب ہے

اور اس پملاٹ فرانسے میں لکھا ہے۔ (۲) دراہ ہر اچارہ سمست میں ہوا ہے۔ چکو  
اب ششہ میں ۴ اوسوس ہوتے ہیں۔ اور بقولے دراہ ہر اچارہ ہمارا۔ وکرانہ  
نورتنوں میں سے تھا۔ اس صورت میں دراہ ہر اچارہ کو چھوٹے بجائے ۳۱۰۰ برس  
کے ۳۰۰۰ برس ہوتے ہیں۔ ہم پہلے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ عبارت مذکورہ بالا سے یقیناً  
زمین کا سگن ثابت ہے۔ اور اسی میں نظام عسکی کی پوری پوری تردید کی گئی ہے۔

اور اسی میں لکھا ہے (بھوہرمن وچار یعنی گردش زمین پر بحث) جس طرح لوہے کے بھرہم  
نیترا کو چھپایا یا بھینٹنی میں رکھا ہوا ہے کہ گولہ چکر لکھا ہے۔ اسی طرح گولہ بھرہم نیترا  
میں رکھی ہوئی یہ تھی (زمین) چکر کہانی ہے۔ آگن یعنی تاروں کا سا چکر نہیں گھومتا بعض تار  
کہتے ہیں۔ اگر ایسا مانا جائے کہ پرتوی کہوتی ہے۔ تو اس پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ زمین

وکیل و عذاب غیرہ پرندہ جو اکاش میں دوڑ چلے جاتے ہیں۔ وہ چہرے گہرے میں ہیں  
و کہنے چاہیں۔ کیوں کہ جب یہ تھی مشرق کی طرف گھومتی ہے۔ تو ان کے چہرے نیلے کے  
ستھا فانہر میں ہونے کے کلن پرندوں کو مشرق میں ہونے نہیں ملنا چاہیئے۔ نیز۔ اس  
سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دراہ ہر اچارہ یا زمین (کرہ ہولی) سمت زمین کا مشرق کی طرف

گھومتا معلوم نہیں تھا۔ نوٹ۔ دراصل دراہ ہر اچارہ کا خیال مستند مدھانت اگر ششہ  
کی رائے اسی خیال کے خلاف ہے۔ اور اسی مدھانتوں کو وہاں چاہیئے لیکن سرائیں  
سے مستند مدھانتوں کی رائے اسی خیال کے عقین ہے۔ اور اس کے خلاف مدھانت  
میں شاید صرف ایک پرچہ ہی مدھانت ہے۔ جو غیر مستند ہے۔ مستند مدھانتوں کی رائے

جہاں کرہ فرض سمجھتا ہے۔ بہ اعتراض کرہ کرہ کے اپنے علم گردش کرہ کی تردید ہے۔  
اور اس سے اچھے شواہد گولہ کرہ کی گردش پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اور اس سے

یعنی اگر زمین ایک دن میں مشرق کے رخ ایک گردش کرتی ہے۔ تو اس گردش کے ایک چوتھائی  
 باوجود اسے مکان یا مشہوروں کی چٹائیوں پر لگی ہوئی جھنڈیوں کے پھیر سے ہمیشہ پیچھے رہتا ہے۔  
 کے رخ کی کیوں نہیں بدلتے اگر یہ کہا جاوے۔ کہ زمین آہستہ آہستہ گھومتی ہے۔ اس سے ایسا  
 نہیں ہوتا۔ تو پھر ایک دن میں ساری زمین کس طرح چکر گھومتی ہے۔ زمین کی فوری گردش کے تیزی  
 سے جو ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہے۔ پھر یہ ہمیشہ کس طرح لہرائے جاتے ہیں۔ ہوا  
 کے رخ کا ذکر یا تحقیق نہیں کیونکہ ہوا کا کچھ رخ ہو۔ ایک بہت ڈھلے ڈھلے ہوئے ہوئے ہوئے کے  
 سوار کا دوپٹہ ہمیشہ پیچھے ہی طرف لہرتے ہوئے۔ ریل گاڑی کو دھکی میں سے کچھ اٹھاتا تو وہ  
 ہی جیسے ہی کھڑک لہرائیگا۔ ہوا خورہ کسی رخ پر ہو۔ لوٹ۔ دروازہ ہر طرف اپنی مستند  
 سداھاتوں کی رائے کو مد نظر رکھتا ہے۔ وہ بائیں سداھاتوں میں سے سورت سداھات  
 یا بائیں سداھات تک سداھات کو زیادہ جھکھکتا ہے۔ اور سورت سداھات کو سب  
 سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اس کے اس کو سورت سداھات کی مت کو مقدم رکھتا ہے اور  
 اس نظام عالم سے اس کا یہ میں باہر دیکھتا ہے۔ اس نے سنکرت میں ایک رسالہ لکھا ہے  
 جس کا نام جوہر ہے۔ دیکھ لکھا ہے۔ کہ اس ملک میں گڑھوں کے شعلہ و حریت  
 مشہور ہیں ایک دکن میں معبر (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد سونچ وغیرہ پھرتے ہیں  
 اور دیکھتا ہے کہ سورج اپنی (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد تمام گڑھوں میں اس جہتی زمین کے  
 گرد رخ کرتے ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ دونوں میں سے تمام باتیں ہی ہو سکتی ہیں۔ پھر لکھا ہے  
 جو اس طرح میں پرنکس سے ہر گز کیسے رک پرانی سداھات کی تردید کو کہے دی کہ اندر رک  
 نیا سداھات قائم کیا۔ اسی طرح آریہ ورت میں اسی آریہ جھٹ چوٹ کی جو لکھتے ہیں یہ لکھتے  
 تھا۔ پرانی سداھات کی جگہ سے دی کہند کہ نئے سداھات کو راج دیات آریہ جھٹ کا  
 باطل کو برہمن کے سداھات سے ملتا ہے۔ یہ سداھات آریہ جھٹ کے خیال میں کو برہمن  
 سے کچھ اندر ہزار برس پہلے آچکا تھا۔ مگر دروازہ آریہ کے چکر سے جھٹ کا معبر ہوا ہے  
 اس نئے سداھات کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ آریہ جھٹ سے کوئی صدی بعد تک اس ملک کے  
 باتیں تھیں پرانی سداھات کے مقابلے میں اس نئے سداھات کی کچھ ضرورت نہیں کی جاسکے  
 اس سے بھی آریہ جھٹ اور دروازہ آریہ کا ہم پر چوتھی ہوا ہے۔ یہ امر پرانی سداھات کو مانتا ہے  
 گویا اس کے نزدیک آریہ جھٹ کا سداھات آریہ ورت میں موجود ہی تھا۔ جیسا کہ آریہ  
 پر تھوڑی کو بڑی مذہب کیا تو یہاں کرنا ہے۔ وہ لکھا ہے۔ کہ جس طرح سورج اور آگنی میں  
 گرمی ہے۔ چاند میں شعلہ۔ پانی میں لہریں (سواں پن) پھر میں شعلہ اور ہوا میں چھلکا سو  
 ہے۔ اسی طرح جوی۔ سداھات سے جھٹ ہے۔ ہر دو میں جھٹ شعلہ ہے۔ پھر لکھا  
 ہے۔ میں سداھاتوں کے ہر ملک پرانا لکھتا ہے۔ سداھات جو تھوڑا تسلیم کیا۔ اس کی سداھات









جس کا ذریعہ یہ تھا کہ گھنٹوں میں ہر تھوڑے کا نام نرتی کہا ہے۔ نرتی نرتیات (نقل  
تو ہے۔) اس تھا کہ ہمیں کئی نہیں ہوتی اسکا ت جو سحر اٹھو گئے۔ نرتی کہتے ہیں۔ جیسے

گوبہ میں (ہو بہر حال نیم کو ریش ۱۲۴)۔ اور اس میں ہے۔ جو ہر تھوڑے میں ہوتی تو کہو لائی  
ہم ہوتا۔ کیوں کہ جیسے کئی نہیں۔ وہ گزرتی ہے۔ سوئی جاتی ہے ایم ٹی۔ اس کو سب سے اچھی  
کا و منتر لکھا ہے۔ پرتو یہ جھڑا منتر ہے۔ تو یا نہیں اس منتر کا سب سے اچھی کدر ورشی کا نرتی  
چند اگنی دیوتا ہے۔ وہ بھی جان رکھنے کی بات ہے۔ کہ جس کا منتر جو دیوتا ہے اس  
منتر میں اسی کا گن کہیں ہوتا ہے۔ جس اس منتر کا گنی کو ہی گن یا کہیں کہیں  
یہاں گنو ٹام گنی کا ہے۔ بننا ہی (ایم) اس (گنی) گنی سدھی کے ارتھ بھان کے  
گھر آنے والے والی (پریشی) خوبت رکت آدمی ہو برکار کی جو لائیں سے یکتہ گنی  
لے کر سب اور سے آہوئی گزرتی دھنشن گن کے ستاروں میں لکھتے (ایک کر من

کی۔ (پرو) پوروشیا میں (نارم) پرتو کا کو (اسد) پرت کیا (چ) (پرو) سوز  
بہر پور (پرو) سورگ میں چلتے گنی لے (پرو) سورگ و لک۔ اسد پرت کیا (سار) کا  
چاوت نے ایم گنو سب گنی یا تم دیوتا سوریم ہی اس انوکھی کے اوسار سوہ پرتو یا بھیاں کیا  
تھا گنو گن شید رکت پرت پرت پرت ایم سورہ اگر سمیت آکر اتھو ای ایتھو گن ضیل  
تج میں سوہ پرت گن کر ہے۔ اس کا کہیں گنی نہیں ہے۔ اس کا کہیں گنی نہیں ہے۔ اس کا کہیں گنی نہیں ہے۔  
کھنڈم سوز۔ ۳۴۰ و ۳۴۱ منتر پرت پرت جو الی پرتا دسنا اگنی منتر پرت پرتی دسنا اگنی منتر پرت پرتی  
پرتی سمیت ۱۹۰۔ شریک ویدل کے علم شریک سے۔ پرتی سمیت پرتا ہے۔

کدین ساگو سورج چاند وغیرہ اصرام مندر کہ ہر۔ شریک سے لکھتے مغرب کو کھاتے ہیں  
مگر تعجب ہے کہ دیانہ آریہ نے وہوں کے برصفت نظام شمسی اصول کو ذریعہ بنا کر تمام شریک  
و مذہب پرورد قریح کیا۔ اور پھر اپنی خاص آریہ سمیت کے پرتی پرتی تمام مذہب کی علم  
جہاز و نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر جو ظاہر و دیا خدا صبر حین صمت اور ہر ایک صبر  
و صفت جو کہ ہے۔ اس کے پرت پرت جو الی پرتا دسنا اگنی منتر پرت پرتی دسنا اگنی منتر پرت پرتی

نہایت عمدہ اور متنازع سے جواب دیا۔ اور نظام شمسی کے اصول کی ہی تردید کی ہے  
ہر انوں کا اور چین مت کا علم شریک۔ اور ہر کے مذہب دربارہ علم شریک (۱)  
ہر انوں کے انوں (۲) زمین کو شمشیر ٹاگنے سے ہر اور پرتا ہے۔ یعنی ہر انوں کے مذہب  
کے صبر ہے۔ (۳) ہر کے صبر ہے۔ (۴) کسی پر نہیں۔ (۵) ہر کے صبر ہے۔  
اور سورج کی شمشیر سے کہیں ہوتی ہیں ٹاگنے پرتا ہے۔ (۶) زمین بھاری ہوتی ہے۔  
شمس سے شمشیر آگ شریک جاتی ہے۔ مذہب کے تو دل واسطے کہتے ہیں۔ ہر انوں کے مذہب  
والی ایک پرتا ہے۔ ہر انوں کے مذہب ہے۔ اس طرح لکھتے ہوتی ہے۔ اور ہر انوں کے مذہب





ترجمہ دے گئے ہیں۔ یا سکے سا حیان اپنے گرد مانتے ہوئے ہر جہت میں گھومتے ہوئے  
کولمبس کی دریافت کو قویٰ دے سکتے ہیں۔ یا اسکی تاریخ کی کوئی دلیل ہے۔ یا کوئی ایسی  
وجہ ہے۔ کہ کولمبس کی دریافت کو مسلم کہا جائے۔ اور دوسروں کی دریافت کو جہالت سے تیار  
کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ یونانیوں کا علم پیشیت - واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اس  
بات کے قائل تھے۔ کہ زمین ساکن اور مرکز عالم ہے۔ اور سورج اور باقی اجرام فلکیہ زمین  
کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اور تمام گردے زمین کے فلاسفہ اس بات کے قائل تھے  
علوم طبع کی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ حکیم ثالیس  $\text{ثالیس}$  قبل مسیح میں پیدا ہوئے تھے۔  
پہلا یونانی تھا۔ جس نے علم ہیئت کو سکھا۔ اور اگرچہ اپنے ہم وطنوں کی مانعہ  
میں قائل تھا۔ کہ زمین چوٹی اور مندر سے محصور ہے۔ تاہم دسٹے بڑی بڑی دریافتیں  
کیں۔ ثالیس نے آفتاب کی گردش سے دریافت کر لیا۔ کہ سال کے چار حصے  
ہیں۔ دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے۔ حکیم فیثاغورس یونان کے نہایت  
شہور حکماء و فضلاء میں سے ہے۔ اسکی پیدائش کا وقت ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہو  
لیکن وہ  $\text{۶۰۰}$  اور  $\text{۵۰۰}$  قبل مسیح کے مابین تھا۔ فیثاغورس پہلا شخص ہے جس نے  
بتایا۔ کہ زمین ساکن نہیں۔ بلکہ متحرک ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ فیثاغورس  
سے پہلے تمام یونانی حکماء و فضلاء اسی بات کے قائل تھے کہ زمین ساکن ہے۔ پھر ہی  
کتاب میں ہے۔ کہ حکیم ارسطو عرف ارسطو ثالیس جو  $\text{۳۸۴}$  قبل مسیح میں تھا۔ وہ بھی اوتھام  
یونانی حکماء و فضلاء سکندر اعظم کے وقت میں تھے۔ انہوں نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ آفتاب  
کو مختلف بروج میں جو کہ گردنا پڑتا ہے۔ ہی سے انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ آفتاب  
متحرک ہے۔ اور زمین ساکن۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حکماء و سکندر اعظم نے بھی  
حکیم فیثاغورس کی بات کو چلنا شروع کیا۔ اور آفتاب ساکن تاجیز اور مردکھیا ہے۔  
بلکہ سب حکماء اس بات پر متفق تھے۔ کہ زمین ساکن مرکز عالم ہے اور آفتاب  
متحرک ہے۔ حکیم ارسطو اور اقلیدس جو  $\text{۳۸۴}$  قبل مسیح میں تھے۔ تاریخ علوم طبع میں  
لکھا ہے۔ کہ حکیم اقلیدس جو  $\text{۳۸۴}$  میں ایک نہایت زبردست ہیئت دان  
گڑا۔ علم ہیئت کے متعلق اسکی سب سے اہم کتاب اقلیدس کی نظام ہے۔ جس میں اس نے  
آفتاب ستاروں ستیروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے۔ اور زمین کو ساکن اور مرکز  
کام کو قرار دیا ہے۔ اسکی دریافتیں اور ان کے بیان کی ایجہ اطمینان بخش ہے  
کہ چودہ ہجری تک تمام ہیئت دان ان کے قائل تھے۔ بعد میں کوبرنیکس نے اسکا  
خلافت کیا۔ اور ایک آریستو ساج کرنا لکھتا ہے۔ کہ پورپ میں سولہویں صدی  
کے اخیر تک پراانا اقلیدس ہی مرکز عالم جو تہا قدیم آجاریوں کی مدد سے کیا جاتا تھا۔

رائج تھا۔ آریہ نظام عالم اور فنی ذکاوت صاحب ٹکھتے ہیں۔ نظام بطیموس میں چاروں  
 زمین مرکز عالم ہے۔ اسی کے زمین اعلیٰ مقام میں پڑی ہے۔ اس کے عیسائیوں کے دوسرے  
 کوئی عیسائی پیدا نہیں ہوئی۔ جبکہ اس سے مسلمانوں کے دوسرے بھی کوئی نہیں ہے  
 بطیموس کی جھٹی کی غریبوں کا ایک عالم قائل ہے۔ غرضیکہ یہ نظام بطیموس چودہ سو  
 برس تک دوسری صدی عیسوی سے سولہویں صدی تک سر پہنے نزدیک مسلم الشریعہ  
 رائج رہا۔ رزم و رزم اور مرکز مذہب و سائنس ہیں۔ بطیموس نے چونکہ زمین کو مرکز کا ثابت  
 قرار دیکر زمین کا نفوق قائم کیا۔ اس کے نتیجے میں اسلامی نظام کو بد اثر و خست ہو گیا  
 موقوف مدخل۔ اور نظام بطیموس کو چودہ سو سال تک یعنی دوسری صدی عیسوی سے  
 سولہویں صدی تک پائے اعتبار سے ماحول نہ ہونے دیا۔ نظام بطیموس جس  
 حیثیت سے کہ الجھٹی میں اس کی تفریح کی گئی ہے۔ عالم طور پر رائج ہو گیا۔ مرکز مذہب  
 و سائنس۔ اور مولیٰ عبد العزیز صاحب دہلوی۔ نظام فیثانورس کے بارے میں  
 لکھتے ہیں۔ یہ نظام تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا۔ مگر کچھ ازاں سولہویں صدی  
 عیسوی میں کوہستانی میں بھی حلقہ شریکوں نے اس نظام کی ترویج کی جس کے بعد  
 یہ نظام درکنان میں نظام کو برکس حضور ہذا انور اللغات انور تائی بیت واسطہ اس نظام کے ترویج  
 کے سبب سے اس کے سنت بجا رہا گیا۔ اور نظام بطیموس کے جلی تعلیم زمانہ حال سے تین سو برس  
 پہلے تمام مدارس فرنگستان میں بچاؤ تھی۔ اور اب تک اکثر اقالیم میں رائج ہے۔ قائل رہے  
 فاطمہ شش متاثر نہ کیا ہے۔ کہ کوہستان کی کتابیں حرکت رہی اور احوالات  
 کے باب میں مسائل فیثانورس مندرج ہے۔ چھتیس برس تک درگستان میں رائج  
 نہ ہوئی اور آخر کو اٹھ بیچاؤ لی۔ مگر اس کی مدت سے چند ساعت پیشتر اس کے پاس  
 بعد ازاں کلیلیو اور کیلر سولہویں صدی کے آخر اور سترہویں صدی کے آغاز میں ان  
 مسائل کے حکم کرنے میں مشہور ہوئے۔ اور پھر عربیوں میں مصر میں یونان صاحب  
 مسئلہ کشیدہ دیاقت کر کے اپنی جدید دلیلیں اس نظام میں ظاہر کیں۔ اصول علم طبیعی  
 ایک حقوق کی طرف سے ترجمہ شدہ جھٹی کی عبارت یہ ہے۔ اے ہمارے ترقی مستند  
 کلارین کل آخر اٹھائیں تھوہی کا لکھ کر اللہ ہمارے دعا کا و التقدیر مستحقہ التقدیر و غیر  
 متعلقین الوسط جھٹی۔ ان لایں میں ہمارے متعلقین لایں فی الوسط  
 وان التفاضل بطور کسب الی الوسط۔ جھٹی لایں جہت مرکز و العزیز  
 وان التفاضل کسب الی السلو و التفاضل الی مرکز فالان فی جہت مرکز و العزیز  
 متعلقین من جمیع البواہب الیہ ساکنین فیہا جھٹی۔ ان اسماء ذکر کرتے ہیں  
 مستندین فیہا راجع الیہ الامام الشریعہ علیہ السلام من مشائخ الانبیاء و ترقی بالان



و اما در این باب که در کتاب الله ان تعجب فی الخراب ما کنت فی عهد زمانا حاکمه  
 بعد از آنکه الله المشرق شکافه فی الزحمة المظهور و المظفر فی المشرق و المغرب و المشرق  
 ان الارض یخلفها اے بخلیقتها مستدیره و ان الواقف علیها من جمیع الجوانب  
 راسته اے مایل الحیط و هو الفوق و حلیه اے مایل مرکز و هو تحت اے  
 شمس قد کره الموضع - الطوسی - و يدل الدلائل علی کون الارض فی وسط  
 الکلی من کون مرکز - تکرر - و کون البیض متحرکة علی الوسط فهو الفیض  
 کلمه - انما ظاهره انما علی فی البیض و الکواکب السیارة و انما بقدره باهره متحرکة  
 سرعته بطیئة کلمه شرح تکرر - الارض ساکنه فی الوسط و ذلک لانها  
 مرکز ثقلها علی مرکز العالم عدم حرکتها منه و علیها - کلمه شامی المجمع الشیرازی -  
 و اما ان الارض لها طبیعة واحدة بسیطة یقتضی السکون فی الوسط و المیل  
 المستقیم الی جهة التحت و مرکز جمیع منطبق علی مرکز العالم و هو بیضی  
 الطوسی فی اصل حق و جب خیر آبادی - نور السیطر شرح حکمة البیض علی  
 نقل من بی و یحکما - او بدین مضمون شرح الواقف من بی مرقوم -  
 الخیر حکما نزدیک مقرر که جو چیز زمین میں ہو تو ہے وہ حسب طبیعت  
 او ریاضت کشتن و ان کے مرکز عالم میں طرف زیادہ میل و کھینچا ہے کہ وہاں قرار  
 پائے - اس واسطے کہ بات مقرر ہوئی کہ زمین میں سب عناصر کھجاری ہے پس وجہ  
 جو گیا از زمین ہے جب گرائی و نقل گرائی مرکز عالم پر قرار پائے چنانچہ حکیم  
 بطریق و در مقام ایسے و غیرہ کا بر خلاف فیتا حق میں کیا ہی مذہب ہے -  
 علم طبیعی کی تائید میں لکھا ہے کہ جیسے اس شے میں سب میں پیدا ہوا تھا وہ سب  
 و ان کے سبب سے ثابت ہو سکتا ہے و اگرچہ اپنے ہم وطنین کی طرح وہ بھی عقل  
 تھا کہ اس میں حسی و غیرہ نہ تصور ہے تاہم اس میں نہ بڑی بڑی و نہ انھیں  
 کہیں تائید نہ آتا ہے اگر کوئی سے معلوم و اور دریافت کہ سانی کے چار حصے  
 اور اس کتاب میں ہے کہ حکیم علیہ السلام نے یہ شخصیت جو ہے یہ بتایا کہ زمین ساکن  
 نہیں بلکہ متحرک ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ آسمان کے گرد گردش کرتی ہے - نتیجہ  
 ہے کہ یہاں جو اس کے بعد تمام عقائد و بات کہ تامل کے لئے کہہ سکتے ہیں  
 اور ان کی کتاب میں ہے کہ حکیم اس قدر انھیں تائید نہیں کرتے کہ انھیں  
 سب سے بہت دین ہے جو نہ بیان کیا کہ زمین گولی ہے -

اور تمام یونانی حکما جو سیکھنے کے لیے اہل ہندوستان میں آئے انہوں نے معلوم کر لیا کہ آفتاب کو مختلف بروج میں ہو کر گزرا پڑتا ہے اس سے یہ نتیجہ بھی نکال لیا کہ آفتاب متحرک اور زمین ساکن ہے۔ جس میں حکیم فیثاغورس کے مذہب کی تردید ہے۔ یہ نظام شمسی دراصل نظام فیثاغورس ہے اور فیثاغورس نے اس نظام کو کسی ہندوستانی پرستار سے سیکھا تھا جیسے مولوی ذکا والہ صاحب لکھتے ہیں۔ اور شاید کسی سے مولوی بیلا فیثاغورس ہندوستان میں آیا تھا اور یہ مسئلہ یہاں سے سیکھ گیا تھا کہ نظام عالم کا مرکز آفتاب ہے۔ اور اس کے دور مداروں پر یہ سیارے عطارد۔ زمین۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل۔ اور زہرہ۔ طوفان کرتے ہیں۔ اور اپنے محوروں پر بھی گردش کرتے ہیں۔ سائنس مذہب کے مذہب پر ہم اور جو کہ مذہب سائنس میں ہے۔ فیثاغورس کے ذریعے سے ایک نیا خیال ہندوستان میں پورب میں پونج چکا تھا۔ اس خیال کے مطابق آفتاب مرکز کائنات تھا۔ جو مذہب تھا ان دو معتبر تاریخ نویسوں سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ نظام فیثاغورس دراصل ہندوستانیوں کا علم ہے اور بعض ہندوستانی ہی اس پر ترقی اور تفہیم کو ہی اس نظام شمسی میں تمام فیثاغورس پر حق اور حقیقت کا حاصل ہے۔ اور حکما اور فیثاغورس ان کے شاگرد رشید ہیں جنہوں نے اس علم کی پوری پوری خدمت کی ہے۔ فیثاغورس جب ہندوستان سے واپس جا کر ممالک یونان و دیو میں یہ مسئلہ ظاہر کیا کہ زمین متحرک اور آفتاب ساکن ہے تو یونانی اسکے مخالف ہو گئے۔ اس لیے وہ اپنے مذہب کے چھپا تارے تاہم اس کو کہ مہاتما اٹھانے پڑے آخر کار ان لوگوں نے بارشہ کو کہہ کر اسے نقل کر ڈالا اور اسکے شاگرد ہمیشہ بردہ اخفا میں رہے یہاں تک کہ حکیم سائنس نے فیثاغورس کے مذہب کو ظاہر کیا اور کہا کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے لیکن مشی ذکا والہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر سائنس کے خیالات کو نظام عالم کے بارہ میں متقدمین نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام بطلمیوسی کو ہر طرح بہتر جانا۔ سائنس مذہب کے مذہب پر پھر تاریخ علوم طبع میں لکھا ہے۔ کہ حکیم بطلمیوس جو ستلہ میں ایک نہایت ذہین دست ہیت دان گذرا ہے۔ علم ہست کے متعلق اس کی سب سے اہم ایجاد بطلمیوسی نظام ہے جس میں آسٹے آفتاب ستاروں اور سیاروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے اور زمین کو ساکن اور کائنات کا مرکز قرار دیا ہے۔ اس کی دریافتیں اور لکچر کچھ ایسے اطمینان بخش ہیں کہ چودہ سو سال تک تمام ہست دان ان کے قائل رہے بعد میں کو پرنسٹن اسکے خلاف کیا۔ اور ایک آریہ سماج گزرا ل لکھا ہے کہ یورپ میں



سولہویں صدی کے اخیر تک پرانا بطلمیوسی سد راقبت جو تقریباً قدیم آجیا راقبت  
 کی سد راقبتوں کے ساتھ ملتا ہے رائج تھا۔ آریہ نظام عالم۔ اور فنی ذکاۃ اللہ کتاب  
 لکھتے ہیں۔ نظام بطلمیوس میں جو کچھ زمین مرکز عالم ہے اسوجہ سے زمین اعلیٰ مقام  
 میں ہوئی اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی ناراضگی و تحیدگی پیدا نہیں ہوئی  
 جیسا کہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں بھی کوئی رنجش نہیں ہے بطلمیوس کی بحیطی کی  
 غریبوں کا ایک عالم قائل ہے۔ غرض یہ نظام بطلمیوسی جو وہ سویرس تک دوسری صدی  
 عیسوی سے سولہویں صدی تک سب کے نزدیک مسلم الثبوت رہا۔ نہ وہ سائنس کے تصور  
 اور مرکز مذہب و سائنس میں ہے۔ بطلمیوس نے چونکہ زمین کو مرکز کائنات کے مرکز قرار  
 دیکر زمین کا نفوذ قائم رکھا اس لئے مسیحی یا اسلامی عقائد کو براہِ رخنہ ہو سکا مگر  
 نہ ملا اور نظام بطلمیوس کو جو وہ تیس سال تک اپنے دوسری صدی عیسوی سے سولہویں  
 صدی تک سب کے نزدیک یا بے اثر اعتبار سے سا قطنہ ہونے دیا نظام بطلمیوسی جس حیثیت سے  
 کہ المیہ طی میں اسکی تخریج کی گئی ہے عام طور پر رائج ہو گیا۔ جو کہ مذہب و سائنس۔  
 بعد مولوی حنیف الدین صاحب دہلوی نظام شمسی فیضانِ غوری کے بارہ میں لکھتے ہیں یہ نظام  
 تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا مگر بعد ازاں سولہویں صدی عیسوی میں  
 کوپرنیکس مسیحی نے فرنگستان میں اس نظام کا ترویج کی جیسے سب سے یہ نظام فرنگستانی  
 میں نظام کوپرنیکس مشہور ہوا۔ مگر فرنگستان میں اس کے اکثر نامی ہیئت دانوں نے  
 اس نظام کے ترویج کے باعث اس سے سخت مجاہد کیا اور نظام بطلمیوس کے جبکی  
 تالیف زمانہ محال سے تین سو برس پہلے تمام مدارس فرنگستان میں لگ جاتی تھی اور  
 اب تک اکثر اقلیم میں رائج ہے قائل رہے۔ ڈاکٹر ہرشل صاحب نے لکھا ہے کہ کوپرنیکس  
 کا کتاب جس میں حرکت ارضی اور حالات کے باب میں مسائل فیضانِ غوری میں  
 چھ تھے چھتیس برس تک فرنگستان میں رائج نہ ہوئی اور آخر کو آئینہ چھپوئی  
 مگر ایسکی موت سے چند ساعت پیش تر اسکے پاس آگیا۔ بعد ازاں گلیلیو اور  
 کیپلر سولہویں صدی کے آخر اور سترہویں صدی کے آغاز میں ان مسائل کے  
 مستحکم کرنے میں مشہور ہوئے اور پھر سترہویں صدی میں نیوٹن صاحب مسئلہ  
 فنی ذکاۃ اللہ کتاب لکھتے ہیں کہ اپنی ہندسی دلیل سے اس نظام میں غلطی نہیں۔ اصول عالم فی  
 نظام شمسی کے بطلان پر بطلمیوس کے دلائل ہیبتیہ و  
 مذہبی و عذرہ میں اند کو رہی نقل کیے جاتے ہیں۔ (۱) و قد نظر قرآن الدینی

متحركة بالاستدارة حول محور الحركة من المغرب الى المشرق (اما ان قال) وليس يمكن بانظر  
 الى الهواء والشخص في الحقيقة لان صاحب هذا القول مع الترابية لم يفرق حقيقة الطبيعة وهي لغز  
 الحركة المستديرة على الجرم اللطيف المتساوي ببقته الذي جزاءه وانما يتباين في الحقيقة بالاجزاء  
 في قسما يحد حركته بالشيء الاول فلهذا قل بطاعته كانه هو السهل من حركته فلهذا قل بطاعته الثاني  
 كالجسام الارضية وعسروا هذا القول تشاكها فيهما مع لقنا وطبيعتها مقربان الى بعض اسرار  
 ما عوالم فيلزم من ان لا يدرك شيئا من السفلية كالسحب والطيور والسحاب حركته الى المشرق  
 والارض السفلية اليه بل يرى حركته الى المغرب ايضا فان قيل ان الهواء الذي يتحرك  
 يتحرك حركته فيفرم ان تشاكها بالجرام التي في حركتها حركتها وان جعلت لا صفة بمواضعها  
 كالحقيقة لزم الذي ينقل عن مواضعها ولا يتبدل في اوضاعها بحسب هذا القول - ۲۳ - ولا يمكن  
 وساد الحركة الاولى لا يقل من ان ذلك الامتداد موجب ان لا يقع الجرم في الهواء الى جهة  
 الفرق على وجه الاول ان يجب ان يقع في الجانب الغربي منه (انه ان قال) بل كونه ذات  
 مبدأ ميل مستقيم طبعا كما يظهر في اجزائها المنفصلة فحينئذ فيمتنع ان يتحرك على الاستدارة  
 بالحق ككل شئ فيكون كالحق في الوسط حركته (سواء) وانما كانت فلا تهاو حركته على الوسط حركته  
 وضوح من المغرب الى المشرق لوجب ان لا يرى يتحرك نحو المشرق بما ذكرتم ولم يطلو  
 بانها ذات مبدأ ميل مستقيم فيمتنع ان يتحرك على الاستدارة - تحفة شهابي الحق في المشرق  
 (لم) وزعمت طائفة اخرى انها مستديرة الحركة زاعم ان قال) والله ليس على الجوان  
 هذا القول ان الذين اذموا في اجزائها المتوافقة لهما في الطبع ميل مستقيما فحيثما  
 ميل مستقيم فلا يكون فيه حركته مستديرة قد يميل بان الجرم الذي حلق من الهواء يجب  
 ان لا يقع الى ما يوافق الموضع الذي حلق على خط يكون عمودا بل يقع الى الجانب  
 الغربي منه او ينزل اليه لا على عموده وبان انهم المرمى الى المغرب يجب ان يرى  
 اهرام من المرمى الى المشرق الى - شمس از غم طشت - اور اسطرخ شرح حكمة الخمين عربي  
 فلمي او شرح لخواصه في كنهه - توحش شخصه يدك كانه نظام فينا غور من بر طبعه  
 في ذلك امر اصله ان كانه من حركته هو في توهمه او در سره اجسام لطيفة كونه حركته  
 حركته اس في ان يبين كونه كانه كانه قرار ديا - يا ياك اس - بانه من علم طبيعيات كانه حركته  
 حركته بطيئة من نظام فينا غير من بر اي كانه حركته كانه كانه حركته هو في توهمه او در نظام من حركته  
 اس في علمه ان اس في اس من نظام من حركته عالم من حركته او اس كانه حركته او اس كانه حركته  
 حركته كانه حركته اس في حركته كانه حركته كانه حركته كانه حركته كانه حركته كانه حركته



مستقیم اے لہذا کہ اس قدر دلیلیں اور اس اعتراض سے مخالف کے دعویٰ خیالیہ کو بطل  
 حلوہ مسئلہ تو ظاہر ہے۔ عربی عبارات اس سے لکھے گئے ہیں تاکہ حق معلوم ہو۔ اور قبل از  
 ان عبارات کا مطلب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اور عقلی دلیلیں اس مضمون پر ملت  
 ہیں۔ پہلے ان کے ایک وہ ہے کہ فلسفہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ زمین بسیط ہے اور بسیط  
 میں ایک ہی سمت کی طبیعت پائی جاتی ہے۔ جس کا مقتضا بھی ایک ہی ہوتا ہے پس  
 جو کہ زمین میں مرکز نقل ہے اور اس میں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنی اس کی حرکت  
 حرکت مستقیم ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک جزو میں مثلاً پھر یا تو عیلا حبوت اور  
 کی طرف پھینکا جائے یا بلندی سے نیچے کی طرف گرایا جاتا ہے تو سیدہ زمین کی طرف ت  
 ہے۔ حرکت مستقیم البتہ پھینکنے والے فی باطل کی حرکت کی وجہ سے اگر اس میں کوئی قسری  
 حرکت پیدا ہو جائے تو ممکن ہے۔ لیکن جب وہ قوت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا میل  
 طبعی نصیب کی طرف شروع ہوتا ہے تو اس وقت سوائے حرکت مستقیم کے اور کوئی  
 حرکت اس میں پائی نہیں جاتی۔ پس جبکہ زمین کے ایک جزو کا یہ حکم ہو گا تو باقی زمین کا  
 بھی یہی حکم ہو گا۔ کیونکہ بسیط کے کل و جز احکام طبعیہ میں کسی طرح مختلف نہیں  
 ہو سکتے اور جبکہ زمین میں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنی اس کا اقتضائے طبعی  
 حرکت مستقیم ہے لیکن انتظام کرات عالم اور قسماً سر سے دریاں میں قائم ہے تو ممکن  
 ہے کہ اس میں دوری حرکت پائی جائے یا پیدا ہو۔ کیونکہ جب اس میں حرکت دوری پیدا ہو  
 تو عالم اس میں مبدأ میل مستقیم رکھ ہی ہو گا۔ پھر تو دو متضاد چیزیں ایک بسیط  
 میں جس کی طبیعت واحدہ ہے پائی جائیگی حالانکہ یہ محال ہے پس اہل سائنس کا کہنا  
 کہ زمین میں حرکت دوری پائی جاتی ہے بالکل خلاف فطرت ہے جس پر ان لوگوں کا ایمان  
 دور ہے۔ یہ کہ اگر زمین متحرک ہو یعنی مغرب سے مشرق کی طرف جاتی ہو تو لازم ہے  
 کہ جو پھر کا وہ کی طرف پھینکا جائے وہ پھینکا جائے اسی مقام پر آ کر نہ گھرے جہاں سے  
 پھینکا گیا ہے کیونکہ جتنے سکند میں پھر اوپر سے نیچے آئیگا اتنے سکند میں زمین اور  
 پھینکنے والا شخص دونوں مشرق کی طرف نکلیں گے تو چاہے کہ یہ پھینکا ہو  
 پھر اس مقام سے جہاں سے پھینکا گیا ہے کسی میل کے فاصلہ پر مغرب میں گرے حال  
 انکہ یہ بات مشاہدہ حسیہ کے بالکل خلاف ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پھر پھر  
 اسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا گیا ہے۔ - - - - - یہ کہ اگر کسی اشیاء  
 ہو کہ پر نہ کہ کوئی مارا جائے تو کبھی اس کو نہ لگے اور اگر لگے تو وہ اسی مقام پر گرے

کیونکہ زمین نے اتنے عرصے میں میلوں راہ طے کر لی ہے حال آنکہ یہ بات بالکل خلاف  
 مشاہدہ ہے۔ چوتھے۔ یہ کہ اگر دو پتھر ایک ہی طاقت پھینکے جائیں ایک مشرق  
 کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف تو چاہیے کہ جو پتھر مغرب کی طرف پھینکا گیا ہے  
 وہ زیادہ تیز جاتا ہو معلوم ہوا اور جو مشرق کی طرف پھینکا گیا ہے وہ بہت  
 سست محسوس ہوا یہ کہ اس کی حرکت بالکل ہی محسوس نہ ہو۔ کیونکہ زمین اپنی بہت  
 تیزی سے حرکت کر رہی ہے اور مغرب سے مشرق کی طرف کھانگی جلی جا رہی ہے۔ تو ضرور  
 مغربی پتھر تیز جاتا ہوا نظر آئیگا اور مشرقی سست۔ حال آنکہ دونوں کی حرکت  
 مساوی محسوس ہوتی ہے اور دونوں مساوی وقت میں زمین پر گرتے ہیں اور نیز  
 مساوی فاصلہ طے تو اب بتائے کہ زمین کہاں حرکت کرتی ہے۔  
 پانچویں۔ یہ کہ اگر زمین متحرک ہو تو چاہیے کہ کسی وقت ہوا میں سکون نہ ہو  
 حال آنکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر اوقات ہوا ساکن ہوتی ہے۔ وجہ حرکت  
 یہ ہے کہ اس راہ کی بنا پر زمین فی گھنٹہ ۱۰ میل اور فی سکند ۱۵ میل  
 فیث حرکت کرتی ہے اور بنا برآں کہ بیٹن صاحب زمین فی سکند ۱۹ میل اور فی گھنٹہ  
 ۱۶۱۶۰ حرکت کرتی ہے تو ضرور ہے کہ زمین کی حرکت کے ساتھ ٹھوکر کی وجہ سے  
 ہوا بھی متحرک ہو خصوصاً پہاڑوں غارتوں درختوں کے حصے سے ہر وقت ہوا  
 میں وہ سخت قلعج رہتا کہ آدھی ایک سکند بھی زمین پر کھڑا نہ رہ سکے۔  
 حالانکہ ہم اس کے خلاف دیکھتے ہیں۔ دیکھتے تیز ریل گاڑی جو فی سکند ۱۰۰ گز  
 آگے ہے اپنی حرکت سے مسافت طے کرتی ہے کس قدر اس کے حصے سے ہوا میں  
 قلعج پیدا ہوتی ہے اگر آدھی گاڑی کے خانہ سے منہ نکالے تو معلوم ہوتا ہے کہ سر  
 اڑ جاتا گا باوجودیکہ اس کی رفتار زمین کی رفتار سے زمین کی رفتار سے بہت کم ہے  
 پھر کیونکہ ممکن ہے کہ اتنا بڑا جسم لقیل اس تیزی سے حرکت کرے اور پھر  
 ہوا کی حرکت محسوس نہ ہو۔ اور اگر اچھی باتوں کا یہ جواب دیا جائے کہ زمین بہت  
 ساقد ہوا بھی حرکت کرتی ہے اس نے پتھر اسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا  
 گیا ہے۔ تو اتنا افسوس یہ خرابی لازم آئیگی کہ چاہیے ہر وقت آندھ سے زیادہ  
 تیز حرکت ہوا کی ہر وقت محسوس ہوتی رہے کیونکہ فطری رفتار ہوا کی یورین پھیلتا  
 کے مواضع فی گھنٹہ پونے دو میل ہے اور فی گھنٹہ سو میل۔ تو زمین کی حرکت کے تسقہ  
 زیادہ ہو جائیگا چاہیے۔ تو دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر ہوا مان لیا جائے کہ زمین کی



حرکت کیوجہ سے ہوائے مجاور بھی حرکت کرتی ہے تو چاہے کہ حیثیت ہو اسانکں ہوا اور  
 اسوقت دو کشتیاں دریا میں چلائی جائیں ایک مشرق کیطرف دوسری مغرب کیطرف  
 تو وہ کشتی جو مشرق کیطرف چلائی گئی ہے اس میں دو قسم کی قوت حرکت ایک بائیں چلنے ایک  
 ہوائے مجاور یا دریا کے پانی کی حرکت ہے اور دوسری ملاح کی حرکت ہے تو اسکی  
 رفتار مشرق کیطرف نہایت تیزی سے ہو اور جو مغرب کیطرف چلائی گئی ہے وہ نہایت  
 سست چلا کیونکہ اس میں ذاتی قوت حرکت کوئی نہیں ہے۔ بلکہ صرف ملاح کی قوت سے نہیں  
 نہیں بلکہ ضروری ہے تو اسوقت یہ معلوم ہو کہ کہ قوتی کشتی کی حرکت باطل ہے محض ہوائے  
 کیونکہ وہ زمین اور پانی کے مشرق کیطرف نہایت تیزی سے چلا آئے کیوجہ سے آگے جا ہی  
 نہیں سکتی حالانکہ یہ بالکل مخالف مسابہ ہے۔ نیز اگر کسی صحیح مان لدا چلنے کو زمین  
 کے ساتھ ساتھ ہوائے مجاور بھی متحرک ہے تو چاہے کہ گھر دو ہر طرف ایک قسم کی طاقت  
 سے فضا میں اڑے ایک مشرق کیطرف مشرق ہو اور ایک دوسرا مغرب کیطرف  
 تو وہ ہر طرف مشرق کیطرف جارہے بہت سہولت سے جاتا ہو کیونکہ اس کے مخالف درختی  
 ہیں ایک اس کے ارادے کی حرکت۔ درخت وہ ہوا جو مغرب مشرق کیطرف مجاورت زمین نہایت  
 سرعت سے جارہے ہے اور مغربی ہر طرف بہت سست جارہا ہوا فضا میں پھرا ہوا دکھائی  
 دیتا ہو کیونکہ وہ اپنی قوت کے برعکس ارادہ کر رہا ہے جبکہ وہ مقابلہ نہیں کر سکتا حالانکہ  
 یہ امر خلاف میلان عامہ انسانی ہے۔ چہ جائیکہ خاصۃ الناس۔ علیٰ یہ اقباس اور کلی  
 خرابیاں ہیں جو حرکت زمین اور حرکت ہوائے مجاور زمین کی بنا پر لازم آتی ہیں جنہیں  
 فیہا لطلوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اہل سائنس کے دلائل جو ان سائنس کو پیدا ہوا تھا  
 جسے مولانا سید غلام حسین گیسٹورانی نے نقل کیا ہے اور انکو رد بھی فرمایا ہے میں  
 ان میں اصل دردیماں نقل کرتا ہوں۔ پہلی دلیل علمی تقریب سے ثابت ہوا ہے  
 کہ بلند مینار سے اگر کوئی پتھر دیر عرصہ چھوٹے تو اس نقطہ پر گرے گا جو مشرق (مشرق) سے ہے  
 بلکہ مشرق کیطرف بہت کم خرچہ کا بلند زمین پر چھوٹے ہو اور کیطرف حرکت کرتی ہے  
 قراب یہ پتھر زمین کی چاروں طرف کیا جائے ہر گز درست ہوگا۔ اس پر جو درست فکر  
 کرے کہ زمین فی صحت چھوٹا ہے اصل چلتی ہے۔ پس اگر وہ پتھر ایک منٹ میں زمین پر گرے گا  
 تو چاہے کہ وہ پتھر مینار سے چھوٹا ہے اصل بہت کم ہو اور کیطرف حرکت کرے۔ کیونکہ  
 اصل چلتی ہے تھا کہ وہ پتھر مینار سے بہت کم ہو اصل پتھر کیطرف گرے۔ پتھر کیطرف بہت کم  
 کیا ہے اصل چلتی ہے۔ یہ اسی صورت میں کہ مینار اس جگہ پر قائم ہے اور زمین اس وقت

ملاحظہ فرمائیے کہ اس میں  
 دو قسم کی قوت حرکت ہے  
 ایک ہوائے مجاور کی  
 حرکت ہے اور دوسری  
 ملاح کی حرکت ہے  
 اسکی رفتار مشرق کی  
 طرف نہایت تیزی سے  
 ہو اور جو مغرب کی  
 طرف چلائی گئی ہے  
 وہ نہایت سست  
 چلا کیونکہ اس میں  
 ذاتی قوت حرکت  
 کوئی نہیں ہے۔

حرکت نہیں کرتا۔ اور اگر مینارہ اور چوٹا محیط فی زمین کے ہمراہ حرکت کر رہے  
تو دونوں نقطوں کے عداوت میں فرق نہ ہوگا اور مرکز سے جو نقطہ غازی مرکز بن جائے نہ کہ  
بیش کر پھر دوسرا اور تیسرا دلیل میں بھی تقریباً پہلی دلیل کی طرح ہے اور اسکا جواب  
اسی کے قریب قریب ہے لہذا اسکو نقل نہیں کیا گیا۔

عیسائیوں کا علم ہیئت۔ موجودہ بائیسبل میں بتلائے خدا تو نے زمین کو قیام  
بخشا اور وہ پھر کی ہوئی ہے۔ زبور کی آیت سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے۔

اور زبور میں یہ بھی بتلائے کہ آفتاب پہلوان کی طرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے  
اندر کے ایک کنارے سے اسکی بر آ رہے اور اسکی گردش ایک دو سرے کا واسطہ ہے پھر

کی اس آیت سے سورج کی گردش و حرکت بھی کائنات کی اصف انوار روشن و ثابت ہے۔  
عیسائیوں اور یہودیوں کا اس عقیدے سے پھر ناگیا انکا اپنی عقیدے میں کتاب کو ترک کر دیا۔

(۲) سینٹ اگسٹائن پادری کا نامہ سائنس میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں اس نے زمین کو محیط  
مسطحی مرکز عالم بیان کیا ہے جس کے اوپر کھل کی طرح تمام آسمان کا بیڑج قائم ہے۔ اور زمین

کے نیچے دو بیڑج اور آسمان کے اوپر بیشت ہے۔ مذہب سائنس کی رزم و بزم۔ صفا میں اندھو کا پیرویشی  
لیکھتے ہیں ایس ایک بیڑج عیسائی لکھتا ہے کہ زمین کی گردش کا مسئلہ بدعت مسیحیہ ہے۔ زمین

کی دوسری طرف آبادی کا ہونا ممکن ہے۔ کتب مقدسہ میں کہیں ذکر نہیں آیا کہ زمین کے  
دوسری طرف بھی نسل آدم ہے۔ مذہب سائنس کی رزم و بزم۔ صفا میں اندھو کا پیرویشی

کتاب کریم میں پاپو گری (جوزافہ مسیحی) میں لکھا ہے کہ زمین ایک بیڑج مسطح ہے جس کے  
نقشہ کی جانب ایک طرف آیتا ہے آفتاب جب اس بیڑج کے نیچے چلی جاتا ہے تو رات ہو

جاتا ہے۔ مگر مذہب سائنس۔ کہ مشور کو لکھیں جنو کا چہرہ رازان جو چہ خیرات ان کے  
و آرا رما سنی زمین کی گردش کا قائل تھا۔ مگر سینی کے پادریوں نے کہہ کر اور سینی کا

مسیحی قرآنصل نہ بدعت مسیحی کا فتویٰ ملایا اور کہہ کہ یہ حلیہ ان طریق بائیسبل کے بعد عتیق اور  
اور رسولوں کی پیشین گوئی کو حلیہ تھا ہے۔ مگر مذہب سائنس۔ عتیق تو زمین کے آفتاب کو

مرکز عالم قرار دیکر زمین کا ورجہ ہیئت ہی لکھا دیا ہے۔ مگر کہ۔ ارشاد کریم میں کو پھر  
فیض عروس کے مذہب پیرو ہیں۔ یہ سب مساوات کے منکر ہیں اور زمین کو ایک چھوٹا سا سیارہ

سورج کے گرد گھومنے والا مانتے ہیں۔ ارشاد کریم کے خیالات کو نظام عالم کے بارے میں مقدس  
نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام اللہ کو ہر طرح بہتر جانا۔ رزم و بزم۔ کو سائنس نظام دنیا کو

کو صحیح بتلائے اور اسکا ایک کتاب لکھ کر دیا ہے۔ مگر کہ۔ ارشاد کریم کے خیالات کو نظام عالم کے بارے میں مقدس





تافق و رواج خود تا بان کہ من ۛ ۛ خود بر آرم روشنی از تو یست ۛ ۛ عالم را کہ در دست این خدای  
 سرگشا انگند و جاد ضلال ۛ ۛ نماز بر فطنت کن گر فطنتی است ۛ ۛ و در دہ تو این خرد و فطنتی است  
 چون نیای زیر تاب آفتاب ۛ ۛ و شک قد بر تو شعل و در حجاب ۛ ۛ و متہان عقل تویم خدا است ۛ ۛ  
 بر صداقت را ظهور از انبیاست ۛ ۛ از کس ناکس بناموزی فنون ۛ ۛ و عار داران حکیم بیکان ۛ ۛ  
 طبع از انکس نام ناقص است ۛ ۛ گر ترا گویند حزن پس است ۛ ۛ جو مخزن غمایت قرآن  
 عیب بودہ باطل و خوب ۛ ۛ عقل کامل بگز قرآن کرم کی مخالفت نہیں کر سکتی ۛ ۛ کیونکہ یہ فطرۃ  
 الہیہ ہے کہ انسان فی عقل کے طفل ناروان کی تربیت و تعلیم کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے  
 جو اس میں الہ ہو اور ایسے کتاب کا حاجت ہے جو کلام الہیہ اور مشرک میں الہ ہو اور  
 عقل کامل بھی اس ضرورت کے وجود کو فطری اور بدیہی اولی تسلیم کرتی ہے ۛ ۛ تمام جہان کے عقلیہ  
 نہ بھی الہ لہ کہ رسولوں کو کتب مساوی کی اعتقاد دی اور علی صورتوں میں اتفاق الہی  
 اصابع کے ساتھ اطاعت و اتباع کی ہے ۛ ۛ اور الہ تعالیٰ کی بھی یہ سنت ہے کہ ہر ایک کے لئے  
 آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پیغمبروں کی ہدایت  
 کے لئے بھیجا رہا ہے جن حکماء انبیاء علیہم السلام کی اطاعت و اتباع کی ہدایت و علاج  
 پائی اور جن سفہاء نے خلاف کیا وہ ہلاک ہوئے ۛ ۛ پس جن عقلا نے حضرت جناب محمد رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور کتاب الہیہ و حکمت الہیہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع  
 کا ہر طرح سے عزت و آبرو پائی اور ہدایت و سعادت و دجانی کے اعلیٰ مدارج  
 حاصل کئے اور حزب الہی کے مقام صدق و صفا پر پوجہ اتم و اکمل پہنچا ۛ ۛ  
 و نعم ما قال العقیلی النعمان ۛ ۛ آیات ۛ ۛ ایک ہر ماندہ یورپ مہماں باشی ۛ ۛ  
 حیف باشد اگر از جلد ایشان باشی ۛ ۛ حیف اگر از اثر فلسفہ مغربیان ۛ ۛ  
 حکم فلسفہ سنت و قرآن باشی ۛ ۛ سیر شجرہ جلوہ دہا رہنمی ۛ ۛ فکر مژدہ موسیٰ علیہ السلام باشی ۛ ۛ  
 لہو سحر صاحب حضرت جناب یقینا و مولانا شفیقنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر  
 کی توفیق مصنف کتب رسولیہ کچھ ہیں ۛ ۛ آیات ۛ ۛ خالق کلی عقل جویدہ نمودہ  
 کردہ بعد بخش ہوا بر نمودہ ۛ ۛ یک کہ خدا داد نبی پاک را بے بخش کے اہل سما خائف را ۛ ۛ  
 عقل ہی بہت جو رنگ جہان ۛ ۛ عقل ہم خلق جو یک دانہ زان ۛ ۛ از بہ تعلیم جہاں شد عطا ۛ ۛ  
 عقل کل در عقل معاد و معاش ۛ ۛ عقل معاش ز ہمتش بود ۛ ۛ عقل معادش کہ تواند ستود ۛ ۛ  
 عقل کہ اندل پاکش نہاد ۛ ۛ عشر عشرش بچھاں ہم نداد ۛ ۛ اہل طلب را خرد آموز گشت ۛ ۛ  
 از دہ جہاں روشت ۛ ۛ اہی و عالم شد و علم یاب ۛ ۛ یافتہ تعلیم ز اتم الکتاب ۛ ۛ چارہ نیم صوبہ ۛ ۛ



تجدید دوم۔ کیفیت بدو الخلق کا علم حاصل کرنا ضروری و لازمی ہے اور یہ علم بھی  
مجدد علوم دینیہ سے ہے۔ پس اس علم کا سنا اور قبول کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا  
اور شہودی کا موجب ہے اور اس سے اعراض کرنا ناشائستگی کا باعث ہے۔ جسے کہ حدیث فرماتا  
میں وارد ہوا ہے۔ تیسرے اصول اے جامع العلوم کتاب خلق العالم میں تجارتنا و ترقی سے  
یہ حدیث نقل کی ہے۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اس کے بعد آپ کے پاس قبیۃ بنی نعیم کے چند  
انخاص آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اے بیتام لوگ خوش خبری کو قبول کرو (یعنی ایسی بات سنو  
جو موجب سعادت و خوشی ہو) تو وہ کہنے لگے کہ ہم خوش خبری کو نہیں چاہتے اب جو کچھ دیکھیں (مال  
و زندقہ) یہ باب انہوں نے دودھ کی جھک سے آٹکا چرہ مبارک متغیر ہو گیا (یاد رہے  
کہ ہم تو انہیں دینی امور کے متعلق خوش سناتے ہیں اور یہ ہم سے دنیا طلب کرتے ہیں)  
پھر آپ کے پاس بنی نعیم کے لوگ آئے آپ نے ان سے فرمایا کہ اے اہل بطن تم میں خوش خبری  
کو قبول کرو جبکہ بنی نعیم نہیں قبول کی تو وہ کہنے لگے ہم نہ اس کو قبول کیا پھر وہ کہنے لگے گو ہم  
لوگ تو اسی غرض سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دینی امور میں سمجھ حاصل کریں  
اور آپ سے امتداد و پیدائش کا حال دریافت کریں کہ پہلے کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میں  
خدا ہی خدا تھا اور کوئی شئی خدا سے قبل نہ تھی اور خدا کا عرض پانی پر تھا اس کے بعد  
خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور ہر شئی کو لوح محفوظ میں لکھ لیا۔ بخاری و ترمذی  
ناظرین۔ اس حدیث پر مکرر سے مکرر غور و فکر فرمائیں۔ اس کے بعد اصل مضمون پر توجہ فرمائیں  
زمین ساکن ہے۔ اس پر فائدہ دہائی شریعہ اور دلائل قرآنیہ و مستندہ ہر اہل فہم  
فرمادہ مرقمۃ الذیل میں ااء القول فی تاویل قوله (الذی جعل لکم الارض فراشا) اہل جعل  
لکم الارض مہادا و موطنا و قرارا یتستقر علیہا الیاد عن ابن عباس و عن ابن مسعود و عن  
ناس من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہی جعل لکم الارض فراشا یعنی فراش بنی علیہا  
و ہی البہاد و القرار۔ تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر ج ۱ صفحہ ۱۲۱۔ قوله (الذی جعل لکم الارض  
فراشا) یہنا مسائل الاولی فی مطالع القرآن۔ والفرش اسم لما یفرش کما دہا یجسد  
وہو البساط و یس من ضرورات الافراش ان یکون سطح مستویا کالفرش علی ماطن  
منہ و رکائت کہ تک او علی شکل الکمرۃ فالفرش غیر مستطبرک ولا مرفوع لعلہم جہا و تباعد  
و طرقت و کما لا یمکن الافراش علیہا ما لم تکن ساکنۃ فی غیرہا الطبع و ہو وسط الارض و ملک  
لان الثقل بالطبع یمیل الی تحتہا لان الخفاف بالطبع یمیل الی فوقہا و الفوق من جمیع

من جمیع الجوانب یا علی السما و الارض یا علی الارض کما انہ استبعد سقوط الارض فیما یلیها اے چہ  
السما و الارض تبعد عن بعض طرفیها فی مقامیہ ذلک لان ذلک لا یجوز تسویدا الیہا اے السما و الارض  
لا یجوز فی سکون الارض و قد رآ فی خبرنا انک علیہ من فی قبالہ انک و ما عتد من تحتہ انک کفی  
فی ذلک انک و ما عتد انک کما فی خبرنا من فی قبالہ انک و ما عتد من تحتہ انک کفی  
انک عیسای سموات و الارض ان تزلزلہ - تفسیر عز رب القرآن یہاں مشتمل تفسیر ابن جریر  
مطہرہ صفحہ ۱۱۱ علائقہ نظام الدین الیہا یروا - (۱۱۱) شاہ عبدالعزیز صاحب  
حدث دہلوی سلمیٰ فرماتے ہیں - انک عاوجلکم الارض خرافہ - و انک عاوجلکم الارض  
آن است کہ اور در خبر خود مساکن ساختہ اند کہ حیاء عالم است زیرا کہ ہر خبر قرآن بالحق  
ما فی سورہ یاقین است چنانچہ ہر خبر سبک بالحق ما فی سورہ یاقین است چنانچہ ہر خبر  
مرکز زمین است کہ نقطہ است در وسط حقیقتش و جہت بالا نام آن طرف کہ رو با شمس  
دارد - پس چنانچہ بقیدہ شدن زمین بسورۃ آسمان از طرف قبلہ ما برانیم مسجد - ہر چہ  
یاقین رفتن زمین در مقابل آن طرف نیز مستبعد است زیرا کہ اس یاقین رفتن عین عین  
شدن است بسورۃ آسمان - پس یاد میرد کہ رفتن زمین در خبر خود و احتیاج ماند  
تا با دیزہ اورا از بالا اے او بر میزند یا بستونہ از یاقین اورا از بالا غایت علیہ اند و بطریق  
او از میل طبعی بوسط حقیقی ہزارہ اند - و یقیناً باب کفایت عین چنانچہ در آیت ان الہ  
عیسای سموات و الارض ان تزلزلہ ہمچین سخن آیت است - تفسیر فتح الرحمن ص ۱۱۱  
شاہ صاحب کی یہ عبارت بمعنی تفسیر عز رب القرآن کا ترجمہ فارسی ہے (۱۱۱) نظام الدین  
فرمودین الرازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں - انک عاوجلکم الارض خرافہ - المستند  
در اجبتہ و علم انہ سبحانہ و تعالیٰ مذکور ہوتا ہے انک عاوجلکم الارض خرافہ و نظیرہ قولہ ام من  
جبل الارض قرار و جبل خلا لہا انہا لا و قولہ انک عاوجلکم الارض خرافہ - و علم  
ان کون الارض خرافہ مشروطہ باصور (المشرطہ و ل) کوئی مسکنہ و ذلک لانہا لو  
کانت متحرکۃ لکانت حرکتہا بالاسستقامتہ او بالاستدارۃ فان کانت بالاسستقامتہ  
لکانت فرشتان علی الارض لان من ظفر من موضع عال کان یجب ان لا یصل  
الارض لان الارض ماویۃ فالانسان ما و الارض الثقل من الانسان و الخیل  
اذا نزلوا کان الثقل اسرع عینا و الارض لا یلحق بالاسرع فلان یجب ان لا یصل  
الانسان اے الارض مثبت انہا لو کانت ماویۃ لکانت فرشتان علی الارض  
اما لو کانت حرکتہا بالاستدارۃ لم یکن استقامتہا لان حرکت الارض مثلاً انک کانت



اے المشرق والامان میری ان تحریر کے جانب المغرب ولا شمس ان حرکت الارض  
 اس وقت تک کہ ایک ان بیقی انسانوں علی مکانہ نہ ملا لیکن الوصولی اے حیث میری دنیا لیکن  
 وہ ملک علی ان الارض غیر حرکتہ لا بالاستدارۃ ولا بالاستقامۃ فی سائلۃ الخ یا بالہم  
 انتہا لہا المغرب اس میں من انتہا لہا المشرق الا قیست بما ذکرنا ان سکون الارض لیس الامن  
 اللہ تعالیٰ معلوم اہل لا بد من محسب کہ جس کا بغیر تہ و اختیارہ وہی داخل اللہ تعالیٰ ان اللہ  
 ایک امور و امور میں ان تر و لا نفس زالت ان اعلیٰ من جہدہ - تفسیر کبیرۃ اعظم علیہ  
 ص ۲۲۶۱۶ ایک اور تفسیر عربیہ ہے جس کی تفسیر کی اس عبارت کو آیت دینی الارض نہیں کی تفسیر میں  
 نقل کیلئے اور زمین کے سکون پر استدلال کی ہے۔ اب تفسیر کبیر کی عبارت مذکورہ ارد و ترجمہ یہ ہے  
 ترجمہ - وانیہ جو کہ خدا تعالیٰ نے اس مقام پر بیان فرمایا ہے کہ زمین کو بستر بنایا ہے اور اس پر  
 و دست مقام پر فرمایا ہے۔ اہم ہونے جمل الارض قرار دینے کے لئے لہذا یہ ثابت ہے کہ زمین  
 زمین کو بستر قرار دیا اور اس کا اندر ہونے کی وجہ سے اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے جمل ملک  
 اللہ دینی مہلدا یعنی زمین کو بستر بنا دیا۔ وانیہ جو کہ زمین کا بستر بنوایا ہے تو اس پر خوف  
 ہے (۱) یہ کہ زمین ساکن چیز ہو بغیر اس کے وہ فرض نہیں ہو سکتی ہے۔ اس واسطے کہ اگر وہ ساکن  
 نہ ہو بلکہ متحرک ہوتا اس کی حرکت و حال سے خالی نہ ہوگی حرکت مستقیم ہوگی یا مستدیرہ  
 یعنی یا تو وہ اہم ہوتا ہو حرکت کرے گا یا ایسا ہوگا کہ ہر گھومتی رہے گی۔ اب اگر اس کی حرکت استقامت  
 کے ساتھ ہو جائے سیو ہوگی تو وہ کیسے طرح فرض نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ مثلاً اگر ایک شخص کسی  
 بلند جگہ سے کودتا تو ضرور ہے کہ وہ زمین پر گر کر نہ گرتا۔ اس واسطے کہ اس انسان کی حرکت بھی نیچے کو  
 ہوگی اور زمین کی حرکت بھی نیچے کی طرف ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ زمین کا وزن انسان سے زیادہ ہے اور  
 یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب دو ذراتی چیزیں دوسرے نیچے کو گریں تو ان دو میں اس کی حرکت تیز ہوگی جس کا  
 زیادہ ہو۔ اور جس کی سمت ہو وہ تیز حرکت کرے گی۔ اس قاعدہ کے بموجب ضرور  
 ہوگا کہ اگر زمین حرکت مستقیم ہوگی تو انسان کسی بلند جگہ سے کودتا وقت زمین کا اوپر گر کر پڑے  
 اور اس سے ثابت ہو گیا کہ زمین کو اگر اس قسم کی حرکت ہوگی تو ہرگز فرض نہیں ہو سکتی تھی۔  
 اب دوسرا احتمال باقی رہا کہ اس کی حرکت مستدیرہ ہو سو یہ احتمال بھی باطل ہے اس واسطے کہ اگر  
 ایسا ہوتا تو ہرگز زمین سے کامل طور پر فائدہ حاصل ہوتا اس واسطے کہ اگر زمین کی حرکت مثلاً مشرق  
 کی طرف ہوتی اور ایک شخص مغرب کی طرف کی حرکت کا ارادہ کرتا اور ایسی شے نہیں ہے کہ وہ زمین  
 کی حرکت کو نہیں ہو چسکے یعنی زمین کی حرکت اس کی حرکت سے بدتر چاہے زیادہ و تیز ہوتی اور جب  
 ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ انسان ہرگز معلقہ کی طرف نہ بچسکے۔ بلکہ وہیں رہ جاتا جہاں پہلے تھا

دور یہ تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص چلے جانا چاہتا ہے وہاں پوچھ جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا  
 کہ زمین کو حرکت نہیں ہے نہ حرکت مستقیمہ نہ مستدیرہ جب اسکو حرکت نہ ہوئی تو لایزال ساکن ہو گیا  
 پھر کوئی اسرار و اختراع ہے کہ اس سکون کا سبب کیا ہے اور ہمیں انکے چند اقوال ہیں (۱) زمین کے کھارے  
 سے ایک غیر متساوی چیز ہے اور غیر متساوی چیز ہوتی تو اس کے لئے کوئی ایسی جگہ نہیں نکلتی جسکے اوپر حرکت  
 کر کے اگر سطح و مساوی ہو حرکت کر ہی نہیں سکتی مگر یہ قول غلط ہے مساوی سطح کو اس بات پر دلیل قائم  
 ہو چکی ہے کہ کوئی جسم غیر متساوی نہیں ہو سکتا۔ (۲) جو لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ سب جسم متساوی ہوتے ہیں وہ  
 یہ کہتے ہیں کہ زمین کی شکل گروئی نہیں ہے بلکہ نصف کرہ کی شکل ہے جسکا اٹھاروا حصہ اوپر کی جانب ہے اور  
 ہوا و حصہ نیچے کی جانب پانی اور ہوا کے اوپر رکھا ہوا ہے اور سب بھاری چیزوں کا قاعدہ ہے کہ جب ان کا سطح  
 پانی کے اوپر رکھ دیا جائے تو پانی کے اوپر تیرتا رہا کرتا ہے مثلاً سیسہ حال انکے بہت ذرا چیز ہے مگر اسکو تیرنا  
 پانی کے اوپر چھوڑ دیں تو وہ شیرے لگتا ہے اور جب اسکو حج کر کے چھوڑنا دیں تو پانی کے اندر  
 ڈوب جاتا ہے اور یہ قول بدو و جد باطل ہے (۳) یہ جو ہم کو زمین کے ساکن ہونے میں حکم تھا وہی  
 اس پانی اور ہوا کے ساکن رہنے میں حکم کر رہے تھے۔ وہی اسکی وجہ ہے کہ زمین کی ایک جانب  
 چوڑی ہو گئی اور دوسری جانب اٹھی ہوئی رہی۔ (۴) بعض لوگ زمین کے ساکن ہونے کا سبب یہ کہتے ہیں  
 کہ آسمان ہر طرف سے اسکو جذب کرتا ہے اور یہ کشش جو کہ سب اطراف سے برابر ہے اس سے کسی  
 طرف کو زمین جا نہیں سکتی ایک جگہ کے اوپر قائم ہے (اسی طرح شہر یثرب میں بھی مرقوم ہے اور وہ  
 بنا بر زمین کے صاف رہے کیونکہ ایک حکیم کی زبان سے اس طرح بیان کی ہے۔ اسیات مغربہ و اسیات  
 گفت سائل چوں بماند این خاکدان ؟ در میان این محیط آسمان ؟ سچو قد یہ معلق در ہوا ؟  
 نہ بر اسفل ہے بدو نہ بر علو ؟ آن حکیمش گفت کہ جذب سنا ؟ از حیات شش پانہ اندر ہوا ؟  
 پوز مقلطیس فیہ ریختہ ؟ در حیاں ماند آسینہ آویختہ ؟ یعنی چونکہ اجرام فلکی ہر طرف سے کشش  
 کر رہے ہیں اسلئے زمین بیچ میں معلق ہو کر رہ گئی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ اگر مقلطیس کا ایک گنبد بنا یا  
 جائے اور نوچہ کا کوئی ٹکڑا اس طرح کھینک وسط میں رکھا جائے تو یہی حالت زمین کی ہے و منقول  
 از مسامح عمر کاوند ماروم بلعدہ منہ الشبل النعمانی ص ۱۹۴۔) ترجمہ فقیر کمر۔ اور یہ قول بدو و جد باطل  
 (b) یہ کہ جب قدر سرعت اور تیزی کیسا تھا آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسکی نسبت زمین کے ایک  
 ذرہ کو زیادہ تیزی کے ساتھ جذب کرتا تھا حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کے ایک ذرہ کو بھی  
 آسمان اپنی طرف جذب نہیں کرتا ہے۔ باوجودیکہ زمین کی نسبت ہلکا اور چھوٹا ہے۔ (۲) نسبت  
 بوجہ کے چیز کی تریب کی کشش زیادہ ہو سکتی ہے پس ایک ذرہ کو آسمان کی طرف چھینکا جائے تو اسکو خود  
 جذب کرے اور پھر ذرہ زمین کی طرف (اپس ہو کر نہ آئے۔ و لم) بعض لوگوں نے زمین کے سکون کا سبب



یہ بیان کیا ہے کہ آسمان اُسکو تمام جہتوں سے دھک کرنا چاہتا ہے جس طرح ٹھوڑی مٹی خالی گڑھی کے  
 اوپر ڈال دی جائے اور پھر تیزی کیساتھ اُسکو حرکت دیا جائے تو وہ مٹی گڑھ کے درمیان میں پھرتی رہے گی  
 کیونکہ وہ گڑھ کے اُسکو تمام جانب سے یکساں گرتا اور یہ قول بھی پانچ وجہ سے باطل ہے (۱)  
 یہ کہ جب آسمان کے زمین کو دھک کرنا چاہے حال ہے تو اُسکی کیا وجہ ہے کہ ہم لوگوں کو اُسکے دھک کرنا حال  
 نہیں معلوم ہوتا۔ (۲) یہ کہ کسی قسم کی مداخلت ہے کہ اُسکی وجہ سے زمین توڑکی ہوئی ہے اور اگر جو  
 آسمان سے زمین کی نسبت قریب اور ہلکے ہوتے ہیں۔ انکی حرکت اس مداخلت کی وجہ سے صرف  
 ایک طرف کو کیوں نہیں ہوتی (۳) اس کی کیا وجہ ہے کہ اس مداخلت کی وجہ سے مغرب کی طرف  
 حرکت دشوار ہوگی اور مشرق کی طرف آسان ہوگی نہ (۴) یہ بات ضروری ہے کہ جو چیز جب قدرتی  
 ہوگی اُسقدر اُسکی حرکت ضعیف ہوگی اس لئے کہ کوئی شخص حقیقتاً چھوٹا جسم کو تیزی کیساتھ حرکت  
 دے سکتا ہے۔ بڑے جسم کو اس تیزی کے ساتھ نہیں دے سکتا۔ (۵) یہ بات ضروری ہے کہ قدرتی  
 جسم حقیقتاً دور ہوگا اُسقدر تیزی کیساتھ حرکت کرے گا۔ (۶) یہ بھی لوگ سکون کی وجہ سے  
 بیان کرتے ہیں کہ زمین کی طبیعت خود اس بات کو چاہتی ہے کہ آسمان کے وسط میں رہے اور اُسکی  
 پس ثابت ہو کہ زمین کا سکون صرف خدا تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ انہی خداوندی مطالب سے کہ اس  
 اس آیت اور ایسے ہم معنی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین انسان اور دیگر حیوانوں کے لئے مقرر  
 ہے اور زمین کا فرش ہونا اس شرط پر مشروط ہے کہ زمین سکے ہو کہ اگر زمین کو متحرک مانا جائے  
 تو یہ علامت متحرک حرکت مستقیم ہوگی یا حرکت متدیرہ اگر اُسکو متحرک مستقیم کہہ لیں تو اس کا  
 تیز رفتاری کے خلاف ہے کیونکہ زمین کے اجزاء مستقیمہ کا میلان ہمیشہ یکساں کی طرف ہوتا ہے نہ کہ  
 اوپر کو۔ اور اگر اُسکو متحرک حرکت مستقیم کہہ لیں تو یہ شرط مانا جائے تو ہوا پر سے ہر ذرہ یا ہوا کی چھار  
 جب زمین پر آکر ناچا نہیں تو نہ زمین سکے کیونکہ زمین بھی گرنے والی ہے اور وہ بھی اور دھرتی  
 والوں میں سے جو جسم زیادہ اقل ہے وہ زیادہ تیز ہوگا اور جو بڑا ہوگا وہ زیادہ آہستہ  
 ہوگا۔ اور آہستہ چلنے والا تیز رفتار کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے زمین فرش نہیں بن سکتی اور  
 اگر زمین کو متحرک حرکت مستقیم کہہ لیں تو اس کے خلاف مانا جائے جسے کہ بعض نے کہا ہے تو اس وقت بل خلی  
 کا فی الواقع فرش نہیں بن سکتی کیونکہ ہر ذرہ یا ہوا کی چھار جو کی گھنٹوں تک چھا ہوا آہستہ سے  
 ہیں ضروری ہونا چاہئے کہ وہ زمین پر چھاں پہنچنا چاہیں نہ جو پہنچ سکیں کیونکہ اس اثناء میں  
 زمین انکو پیچھے چھوڑ کر انکے موازات سے چلے آئے آتشوں اور مکانوں کے ہزاروں میل آگے مشرق  
 کی طرف بڑھ جاتی اور پھر اُنکا اپنے مکان مقصد یا اپنے آشیانوں اور مکانوں تک پہنچنا محال  
 ہو جاتا (۷) اس لئے کہ زمین کے نسب و فراز سے محیط کو بھی لو جو خیال بالطبع ہونے کے اور اُس

پہنا پڑتا۔ تیز ہواؤں کا بھی باہم تصادم ہر وقت رہتا اور پرندوں حال بھی ٹھیک  
 کا سا ہو جاتا۔ غرضیکہ دنیا میں ہر طرح کا بے آرامی و بے باقی ہر وقت رہتی۔ تو پھر زمین  
 کا فرض ہونا اور خدا تعالیٰ کے اعلیٰ ترین انعامات میں سے ہونا جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے  
 کیسے مقصور ہوتا اور جب یہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے انعامات احسان کے کیا معنی۔ <sup>پہلے</sup> ہم کل دنیا کو انسانی  
 عظیم تنہا بت ہوا کہ زمین ساکن ہے کیسے طرح سے متحرک نہیں اور جو شخص زمین کے حرکت کے لائق  
 کا قائل ہے۔ وہ زمین کے انتقال کے لائق کا کیوں منکر ہے۔ زمین چونکہ ایک گروہ مستدیر ہے  
 تو وہ مشرق اور مغرب دونوں طرف ہر حرکت و انتقال کی صلاحیت و استعداد رکھتی ہے۔ پھر  
 مشرق کی طرف اسے کون لڑکا تپے اور مغرب کی طرف سے اسے کون روکتا ہے۔ اور جب دلیل نہیں  
 تو زمین کو صرف متحرک اے المشرق ماٹا اور اس کا عکس ہے (نکار کرنا۔ اس پر ترجیح بلا مرجع لازم)  
 آتی ہے پس ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے اور ساکنوں بھی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نام و مطلق  
 کی وجہ سے ہے۔ اور ان تمام قرآن الدین را زینا جہاں کتب پر از الترتیل میں لکھتے ہیں جیسے اور  
 سے نقل کیا جاتا ہے۔ فصلی خلافت ہے پہلی پر احوال زمین کے دلائل۔ پہلی دلیل یہ ہے کہ خداوند زمین  
 کو ساکن بنا دیا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو مخلوق کے مخلقت کا جو امور تھے وہ سب باطل  
 ہو جاتے کیونکہ اگر زمین متحرک ہوتی تو اس کی حرکت یا تو متساویہ میں ہوتی یا مدور ہوتی خطہ  
 مستقیم سے یہاں مصطفیٰ کا مطلب یہ ہے کہ فرض کرو کہ پیدا یسوع کے وقت زمین خلا میں تھینکی  
 گئی تھی اور قاعدہ ہے کہ پھیلاؤ یا پھر خط مستقیم میں سیدھی نیچے کو گرتی ہے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا  
 کہ زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہوتی  
 تو جب کوئی آدمی زمین سے پاؤں اٹھاتا اور پھر رکھتا چاہتا تو وہ کبھی زمین پر نہ ہونے کیونکہ  
 زمین انسانی سے وزن میں بہت بھاری ہے اور جب وہ بھاری جسم نیچے گرتا ہے اور ایک آن  
 میں سے زیادہ وزن ہوتا ہے اور جو زیادہ وزن رکھتا ہے اس کی حرکت دوسرے کی نسبت زیادہ تیز  
 ہوتی ہے اور جب یہ حال ہے تو زمین جسم کا وزن چٹکا ہوتا ہے وہ بھاری جسم کو نہیں چھو سکتا پس اگر زمین  
 خط مستقیم میں متحرک ہو تو جو شخص ایک دفعہ زمین سے پاؤں اٹھا کر الگ ہوتا تو پھر اس کے پاؤں  
 کبھی زمین پر نہ چھو سکتے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو حرکت کرنے کا ایک مٹر افادہ باطل ہو جاتا۔ اور اگر زمین  
 مدور اگر زمین کی حرکت مدور ہوتی تو قاعدہ ہے کہ جب کوئی مٹرا جسم زمین کے گرد حرکت کرتا ہے تو اس  
 پاس ہی ہوا کو بھی اپنے ساتھ گردش میں لے جاتا ہے پس اس حال میں اگر کوئی زمین کی حرکت کے برخلاف  
 حرکت کرتا چاہتا تو یہ حرکت ناممکن ہو جاتی اور اس قسم کا فائدہ جاتا رہتا ہی نہ ہو کہ اگر خداوند ایسی حرکت  
 اور قدرت سے زمین کو ساکن بنا دیا ہے نہ کہ چلاؤں پر اس قسم کی حرکت کا فائدہ باطل نہ ہو تحقیق جس طرح اللہ تعالیٰ نے  
 اور تھوڑا سا فرق فی الحقیقۃ میں بھی اس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین میں مخلوق یعنی زمین ساکن بنا کر رکھا ہے۔



اور ایک اور شخص امامیہ مذہب کی روایات سے لکھتے ہیں چنانچہ ان کی جملہ کلام الدرض قرآن پر اعتبار  
 ظاہر اس بات کو بتاتا ہے کہ زمین مستقر و ساکن ہے متحرک نہیں ہے اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے  
 کہ زمین میں کوئی چاروں طرف سے کبتر بنایا کہ تم اس پر آرام و قرار نہ سکو اور اگر زمین متحرک ہوتی تو استوار  
 ناممکن ہوتا اور فائدہ فراموش نہ کیجئے ہر قطعہ جو جاتا و سیر جو ہے سے علامہ طبرسی نے اس  
 آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے قرآن اے ایسا تھا جیسا کہ تم کہتے ہو ان تستقر و علیہا و لغز شواہد و تفسیر  
 فیہا ولا یکن الا بان لکلو مسبوقة ساکنہ و ارضہ ساکنہ۔ یعنی بساط قرار دیا کہ تم کو چلنے  
 ہو سیکے کہ اس پر استوار کر سکو اور اسے فرس نہ بنا سکو اور انھیں تصرف کر سکو اور یہ امر اس وقت  
 تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ زمین مسطح پھیل ہوئی ثابت یا ساکن اور ہمیشہ ساکن ہو۔  
 اسی ایک اور آیت اپنے اجماعی لفظوں سے اس مطلب کو ظاہر کر رہی ہے (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا) والقی  
 فی الدرض رواسی ان تمہیکم۔ ترجمہ اور اس خدا نے زمین پر بھاری بھاری پہاڑ نصب  
 کیے ہیں تاکہ یہ زمین ٹکڑے نہ کرے کسی اور طرف نہ چلے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ  
 نے زمین پر جو پہاڑوں کی جگہ گاڑی ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ یہ ساکن رہے متحرک نہ  
 ہونے پائے تاکہ اہل زمین کو اس کے چھلنے اور چلنے سے تکلیف نہ ہو۔ (۱۳) ایک اور  
 آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے (د ۱۶۲۹) ارضہ من فی السماء ان یخسف بکم الدرض  
 فاذا ہی متور۔ ترجمہ کیا تم بظاہر نہیں ہو اس خدا سے جو آسمان کا مالک ہے کہ وہ اسے غلو میں  
 میں پس ناگاہ بڑھ چھو کہ کھلایا کرے۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت زمین میں  
 صفت حور یعنی حرکت موجود نہیں ہے بلکہ ساکن ہے مان خدا تعالیٰ کو قدرت ہے کہ تمہارا  
 گناہ کی وجہ سے ایسا کر دے کہ تم اس میں دھس جاؤ اور وہ حرکت میں آجائے۔ انتہی  
**آیت دوم۔** والقی فی الدرض رواسی ان تمہیکم (سج ۱) اور اس جہاں ثابت ان لقی  
 تمہیکم۔ جلالین ۱۷۱ والقی فی الدرض رواسی ان تمہیکم۔ اے خدا تعالیٰ تمہیکم اے متحرک و متجلی  
 والہ ہو الاضطراب و الشغب و جنبہ قبل اللہ و الدار الذی یختر انیب البحر مید قال و ہب لما خلق  
 اللہ الدرض جبلت متور فقاالت اللہ کنتہ ان ہذہ غیر مقررة احدا علی ظہر ففقد اصحت و قد  
 ارسیت بالجبالی فلم تدر اللہ کنتہ فما خلقت الجبال حیث عالم التشریل مطبوعہ مجلس ج ۲  
 والقی فی الدرض رواسی جبالی ان تمہیکم کہ اس جہاں ان تمہیکم و الاضطراب و ذلک لان  
 الدرض قبل خلق فیہا الجبال کانت کرة حقیقة بسیطة الطبع و فار من حقیقی ان متحرک  
 بلا متداریۃ کلاضاک او ان متحرک مادی سبب متحرک علی خلق الجبال علی و حیا اتفاق  
 جہاں و توجہت الجبال ثقیب نحو المکرز و عمارت کلا تاد والی متعینا عن المکرز و قبل

ترجمہ حور یعنی حرکت موجود نہیں ہے بلکہ ساکن ہے مان خدا تعالیٰ کو قدرت ہے کہ تمہارا گناہ کی وجہ سے ایسا کر دے کہ تم اس میں دھس جاؤ اور وہ حرکت میں آجائے۔ انتہی







الم جعل الارض مهاداً - فراشا و الخيال او تاداً - الارض حتى لا تملأ من الخيال او تملأ من الخيال - بطريقه  
 الم جعل الارض مهاداً - کیا سمجھ نہیں بنایا زمین کو چھوٹا - جالی ل او تاداً - اور ہوا و زمین جو زمین  
 کر سکتا - بطریق میں مکرر ہے کہ اہل عقل نہ جب زمین کو بنا کر دیکھیں یا کشادہ کیا تو زمین جنس کر نہ  
 ملے تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے زمین کے اوپر ہوا و ہوا کو ملنے سے زمین کو زمین سے قرار  
 ہو کر رہنے سے خوف رکھی یہ بھی ایک بڑی قدرت ہے اور ہوا و ہوا کو ملنے سے زمین کو زمین جنس کر سکتی  
 تو کوئی اس پر آرام نہ کر سکتا اور چنانچہ ہوا کو کھینچ کر فی کمال کھینچ کر ہوا کو ہوا جو جاتا اور دنیا کا کاروبار  
 بند ہو جاتا اس قدرت کے فضل سے سارا کائنات عالم کائنات اور سب طرح سے جہن حاصل ہو گیا - تقریر اور  
 ص ۱۸۱ الم جعل الارض مهاداً - اور تاداً - تفسیر آیت میں ایک اشارہ نکلتا ہے کہ زمین کی نرمی کو  
 بھیل جانے سے محفوظ کر دیا گیا تاکہ جنس بنو زمین ساکن ہے اور مہمہ یکے سے یہ موزوں ہے ہوا و ہوا  
 اس کے اس زمین میں جن لوگوں نے خیال کیا کہ زمین جکڑا رہی ہے اور ایک منٹ میں اس سب سے ہوا و ہوا حرکت  
 کرتی ہے تو یہ اوام چھوٹے مقدمات میں باطل کر دیتا ہے اور تفسیر کہ ان اوام کا نفع دلائی ہوگی  
 دلائل بھی کو چھوڑ کر آیت دینی قیاساً ایسے لائے ہیں جن سے کچھ بھی مدعا ثبوت نہیں ہوتا لیکن  
 یہ ہے کہ زمین ہوا سے لوگوں کو آزاد کر دیا اور اہل عقل اور اہل عقل کو ہوا سے رہنے  
 انعام ابن کر نہ کہا کہ زمین کو مہا دیا یعنی خدا تعالیٰ نے ہر طرح کے قدموں کے نیچے ہے اور  
 ٹھری ہوئی ثابت ساکن ہے - تفسیر موابیب الرحمان ص ۱۸۱

**سورج وغیرہ اجرام فلکیہ متحرک ہیں -** اسیر رضوی قرآن و حدیث میں لکھے جاتے ہیں -

جہان ابداً فی ستمین المشرق ستر قمر بیشک - تفسیر سورج کو مشرق سے لائے - اور آیت و ستر الشمس  
 والقرآن والبین - الداب العادۃ المستقرۃ دائماً علی حالتہ واحدة دو اب فی السیر و ام علیہ المعنی  
 ان الداب العادۃ المستقرۃ فی ستر الشمس - (دائیں) دائیں اور بدایاں فی ستر  
 مدارک یحازن ص ۱۸۱ - ذکر الشمس والقرآن والبین - (دائیں) دائیں اور بدایاں فی ستر  
 حل بحر لاجل ص ۱۸۱ - یعنی سورج و قمر وقت معلوم و ہر وقت قمر و الدیہ - حازن ج ۳ ص ۱۸۱ و کہ نکلی  
 المدارک ص ۱۸۱ - سورج الشمس والقرآن والبین - لا استواء سورج و قمر علی صلی صلی الیوم القیامۃ  
 ینقطع حریر لہما - تفسیر مدارک یحازن ج ۳ ص ۱۸۱ - (دائیں) دائیں اور بدایاں فی ستر  
 قمر لہ استواء سورج عند القضا والدیہ و قیام الساعۃ - حازن ج ۳ ص ۱۸۱ - سورج و قمر مستقر لہما -  
 لہما سورج مستقر متہی الیہ من فلک صافی آخر السنۃ مشبہ بمستقر المسافر اذا قطع مسیرہ او  
 لہما من مسیر کل یوم فی مری عیوننا و ہوا الموزن او لا تہما امرنا عند القضا والدیہ  
 ذلک الجری علی التقدير والحاب الدقیق - (تفسیر الخیر العظیم) مدارک یحازن ج ۳ ص ۱۸۱



کل فی فلک یسجون۔ اے اللہ شیخ القزینی نے فلک یسجون۔ حازن ص (یسجون) یسجون۔  
 اصل قولہ عز من قائل کل فی فلک یسجون انما یشر ان ان الشمس والقمر وما فی حکما من السیارات  
 فی فلکها المستقرہ بوجہ حرکت تک کہ فلک شمس پر غلبہ ص ۲۰۱ و الشمس تجری مستقرہا۔ اے  
 اللہ انتہا سیر غنہ قیام الساعۃ اور بعد منہا یہاں انتہا ارتقا علیما فی الصیف و نہایتہ صیو طہما فی  
 الشتاء جو حد صحیحہ النبی علیہ السلام نے قال مستقرہا تحت العرش الہی فی عالم التشریل۔ کل فی فلک  
 یسجون۔ و کلہم بالغیر لہا و سائر النجوم فان ذکر ہا مستقرہا۔ جامع البیان۔ (یسجون) و ظاہر القرآن  
 ان انفسہا سیر سباحۃ و العلم عندہم الخیر و جیز۔ و الشمس تجری بحساب لحساب  
 مقدر فی برجہا و منازلہا لعل منہا السنون و الحساب۔ جامع البیان۔ قولہ نقاد الشمس تجری مستقر  
 لہا۔ لہو جین ینتہی الیہ دور۔ (لہ ان قال) و ظاہر ہذا انہا تجری فی کل یوم و علیتہ بعضہا  
 کقولہ تہلک فی اللیلۃ الاخری و کل فی فلک یسجون اے یہ دور و دور و دور و دور و دور و دور و دور و دور  
 ان الشمس مرصۃ فی القلک اذ مقتضاه (ی) یسیر بہ فلکک ہذا منہم علی طریق المدح و  
 التمجین فلک عسقرہم۔ قسطا فی ص ۲۱ و کذا کہ فی فتح الباری لابن حجر و عمدۃ القاری  
 للہذا عبد الدین العینی۔ قولہ الشمس تجری۔ ظاہرہ لیقضی کون الشمس متحرکۃ دون الدنیا و  
 کون ہذا حرکت ذاتیہ لا یسواء فلکک تو بیان القرآن للمبرورہ اشرف علی طالب۔ و الشمس تجری  
 مستقرہا۔ لام فواء معنی وقت ہے اور وہ کلا مقبلاً دیا ہے جو متکلم سیر حرکت ہے۔  
 (۲) سال تمام جس میں دورہ بروز ختم ہوتا ہے (۳) تمام یوم ہے جو روزانہ دورہ کی انتہا ہے۔  
 بخاری حضور نے ابوذر سے فرمایا جانتے ہو آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے عز من قائل و یسجد فی  
 جہانہ فرمایا خانہ تہمیب حتی تسجدت آفتاب جہانہ اور عرش مکہ کے مجہ کرتے ہے۔  
 جیسا کہ فرما و الشمس تجری مستقرہا آہ اور دوسری روایت میں فرمایا مستقرہ عرش ہے اور  
 روایت صحیحہ اور تاویلات مذکورہ کے خلاف نہیں ہے خلاصۃ التفاسیر ص ۲۹۹  
 یہ مکتون سرخ حدیث و دیگر تفاسیر عربیہ میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ زمین مرکز کائنات ہے  
 ہے۔ اور حرکت مذہب و مائیس میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ زمین مرکز کائنات ہے  
 اور صوریہ اور باقی اجرام فلکیہ مشرق سے مغرب کی طرف حرکت کرتے ہیں۔ چنانچہ اسمیں لکھا ہے  
 کہ مختلف ادیان و مذاہب کے روایات کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی دنیا کی ہر فلکی قوم  
 جہان کے آغاز سے ہی مان رکھا ہے کہ زمین مرکز کائنات ہے اور اجرام فلکی یعنی آفتاب و مہتاب  
 و سیارہ مشرق سے مغرب کی طرف حرکت کرتے ہیں اور انسان کو انھیں در شرف مخلوقات مانکر  
 زمین کی مرکز کی جیسی سمجھا ہے۔ اور نتیجہ انسان نے دنیا کو ایک سرسری نظر سے دیکھ کر غلط غور و تحقیق

[illegible]



[illegible]





کا یہ حالت ہے کہ حضرت توحید سے (ما ہا برس قبل) نشا غور میں نہ پیدا ہو کر نظام سمجھ کا مسئلہ تحقیق  
 کیا دوم صدی مسیح میں بطریق میں نہ نظام فیثا غور شاکی تردید کی عالم کا یہ نہ نظام جو نیز کیا کہ ارض  
 مرکز عالم ہے اور تمام اجرام فلکیہ ارض کے گرد گھومتے ہیں صدائے بریں تمام حکماء نے دنیا و یورپ  
 اس کے بابت رہے ہندو بھی اس مسئلہ سے کہ آخریں سے شکی نہ یورپ میں جیسیو اور مسیحی  
 نیوٹن اور برشل نے نظام فیثا غور میں جان ڈال کر شروع کی اور نظام بطریق کی تعقیب  
 ثابت کر کے اس حکمت جدید نے ان اکثر مسائل مسئلہ کو باطل کر دیا ہے اور کاجا  
 ہی نہیں رکھا ہے پھر ایسے قواعد اور اصول کو جنکی غیر محض قیاس اور عقل کے تخمینہ پر مبنی اور غیر  
 قرار ہوا ایک مختصر ہادی کے قول کے سامنے تسلیم کرنا نہ چاہیے۔ شرح عقائد و فلسفہ صفحہ ۱۹۔  
**فصل دوم** در ارض سے کہ آسمان نیچے اور تو مقبوسات میں اور اسطرح زمینیں کچھ سات ہیں۔  
 حیثہ آسمان سے فرما ہے۔ - اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلیں الا انہ سترہم اہم  
 ہے جس سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی انکی مانند سات طبعی بنائے۔ حیرت دہلہ۔  
 اور ہر وہ ملک میں ہے۔ - الذی خلق سبع سموات طباقاً۔ یعنی حسین نہ تہ سات آسمان بنائے۔  
 اللہ الذی خلق سبع سموات (سبع سموات) اجمع المقبول علی ان السموات سبع (ومن الارض مثلیں)  
 ما نصبت علی سبع سموات قبل فی القرآن آیتہ تدریج علی ان اللہ جنین سبع الایزہ (الا انہ سترہم اہم)  
 کل ساتین مسیرۃ خمسۃ عام وخلق کل سما وکذاک والارضون مثل السموات وقل الارض  
 واحده الا ان الاقالیم سبعۃ۔ تفسیر مدارک الترتیل للآیتۃ الی البرکات عبد اللہ بن احمد بن  
 محمد السیسی پہا فستہ تفسیر خازن ص ۳۰۰ اعلم ان السموات والارضین علی صفین کا سموات  
 موثرۃ غیر متاثرۃ والارضون متاثرۃ غیر موثرۃ علیہ السبب قدم ذکر السماء علی الارض فی الاثرۃ  
 فی اس شرح قرع عقائدہ النفس ط ۱۔ (ومن الارض مثلیں) قبل فی القرآن آیتہ قل  
 علی ان الارضین سبع الایزہ وقل من کل ساتین مسیرۃ خمسۃ عام وخلق کل سما وکذاک  
 والارضون مثل السموات۔ کشف اللعائق ز محشری مطبوعہ مصر ص ۱۹۹۔ اور صحیح بنی کاجا  
 ہے۔ باب کاجا فی سبع الارضین وقل اللہ عز وجل اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلیں  
 (الا انہ سترہم اہم) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ظلم قیدی شیئ من الارض طرچہ من  
 سبع ارضیں (مترجم) عن سالم عن اہلہ قال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شیئاً  
 من الارض بغیر حق حشف بہ یوم القیامۃ اے صبح ارضیں۔ بخاری شریف مطبوعہ مطبع  
 مجتہد دہلی ص ۱۰۰ قویہ من الارضین مثلیں۔ قال اللہ عز وجل فیہ دلائل علی ان الارضین بعضہا فوق  
 بعض مثل السموات وقل من بعض المستطیع ان المظلیتہ فی الیوم خاصۃ وان السبع متجاورة





صحیح و زیاده الی کم و البیہقی من طریق عثمان بن العباس عن ابی الفتح شریف الدین داود بن ابی سعید ارضیہ فی کل شیء  
 آدم کا نام ہے) قال البیہقی اسنادہ صحیح و لا اہم شافہ۔ اتفقوا علیہ تدریبہ لہ اذ فی شرح تقریب النوادر  
 یہ ہے وہم و انہی من صحیح الخاتم حتی راہت البیہقی علی اسنادہ صحیح و کتبہ ذمیرہ داود  
 تفسیر مشہور میں مسطور ہے و در خزانہ عمید بن حمید و فی انفرس و ابی جریر عن ابن عباس  
 فی قولہ من ارضی عنہ منہن قال لو حدیثکم بفسیر کفر تم و کفر تم کذبکم سیا و اخری ابی جریر و ابی  
 ابی حاتم و ابی احمد صحیح و البیہقی فی شعب الایمان و فی الاسماء و التعلقات من طریق ابی الفتح عن  
 ابن عباس فی قولہ من ارضی عنہ منہن قال سمعہ ارضی فی کل ارضی فی کتبہم و آدم کا نام ہے و کفر تم کذبکم و  
 ابی اسلم کا برہان و حسن تفسیر قال البیہقی اسنادہ صحیح کتبہ شافہ و یقول اسلم لابی الفتح فی تفسیرہ و البیہقی  
 تفسیر کفر تم کذبکم و غیر ہما میں ہے و موافق قاعدہ محمد بن یکہ حدیثہ مرفوع ہے صحیح۔ حق  
 ہے کہ حدیث مذکور حقیقی محمد بن یکہ نزدیک محمد بن حاکم نے اسکا حقیقی صحیح الاسناد و کہا اور فرمایا  
 حسن الاسناد و کہا حکم دیا اور اس حدیث کی ثبوت میں کوئی علت قاعدہ محمد بن یکہ نہیں ہے اور زمین  
 کے طبقات کا جدا جدا ہونا ثابت احادیث سے ثابت ہے۔ مجموعہ الشفا و فی ج ۱ ص ۳۳۳  
 یہ مودت کو یہ قرآن اور ابن کثیر و ابی احمد و ابی یوسف کہ اسے کہ آسمان کے طبقات ہیں اور ہر طبقہ کے احوال جدا  
 ہیں لہذا جمع فرمایا اور زمین طبقہ واحد ہے اور ذکر دیا گیا کہ زمین کے کچھ دیگر طبقات موات پر چنا ہوا ہے  
 و من ارض شہین غیر توحیدہ کی گئی کہ یہ زمین کا جہت مٹی ہے کی جہت مٹی ہے و غیر ہما میں  
 مٹی طبقات آسمان کے نہیں ہوتی بلکہ فقیر و امیر کے فاصلہ ہے و ابی احمد نے کہا کہ حاکم نے مٹی فرمایا  
 ابی الفتح عن ابن عباس و روایت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر طبقہ زمین میں آبادی ہے و ہر طبقہ کا آدم  
 مانند ہمارے آدم کا اور مٹی مانند ہمارے مٹی کا اور مٹی مانند ہمارے مٹی کا اور مٹی مانند ہمارے مٹی کا  
 کہ ہے اور حاکم علیہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ بیضا و نے کہا کہ اس کا اسناد صحیح فرمایا کہ وہ ابی اسلم تفسیر  
 میں ہے آسمان دو ستر آسمان ہے و زمین کی جنسی و ہر طبقہ میں آبادی ہے کہ حاجت نہ رہی کہ محسوس  
 میں عقل خلق آسمان پہلے ہو سکے و مذکور ہے کہ جو حدیث صحیح ہے و تو زمین پر آدم کے ہر طبقہ میں حاجت  
 جمع کیا کہ زمین کی کچھ نہیں ہے اور یہ ثابت ہے کہ آسمان کی طبقات متعدد و جو ہر طبقہ میں عقل مند ہوتا ہے  
 تفسیر مبراہن برہان ص ۱۰۰۔ واضح ہو کہ آسمان کی تعداد ستہ و ہر طبقہ میں عقل مند ہوتا ہے و زمین کی کچھ نہیں ہے اور  
 حدیث میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ حضرت علیہ السلام فرمایا کہ جسے کسی دوسرے زمین میں سے بقدر ایک شمشیر  
 نکلے مٹی تو وہ تعلقہ قہر کے روز اسکو ساتوں زمین سے طوق پنا و لگا (اللہ) پھر بعض روایات میں قادیہ  
 کہ جسے ہر دوسرے کے درمیان چھوڑ کر کی راہ ہے اس طرح ہر دو زمین کے درمیان سے بقدر فصل ہے۔ امام رازی نے تفسیر  
 کبیر میں آسمان کی سیال میں قادیہ کہ اقوال ابی الفتح کہی اور ان کے دلائل کو مجموعہ کرنے کا بعد فرمایا کہ ان

کہ قول نقل کرندے ہی عرف تہنہ مقصود کسی آدمی کی یہ محال نہیں کہ آسمانوں و زمینوں کا خلق  
 اور انکی کیفیت و تعداد اپنے حواس کے ذریعہ سے دریافت کر سکے کیونکہ علم تو اسکو کچھ نہیں کہ جو قرار  
 و اوراق میں ہی ہوا اور اسکا مخالف کچھ ہو جائے تاکہ یہ بات کسی طرح ممکن نہیں اور معقول و خالق  
 عزوجل کے کوئی خلق اسکو احاطہ نہیں کر سکتا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ بتانہایت صحیح اور بالکل بدیہی ہے  
 ہر وہم و گمان کی کیفیت کہ جب یہاں کوئی عقل و قیاس کام نہیں دیتی تو وہ محالہ اسکی  
 حرکت و رفتار کو چاہی جیسا کہ خالق عزوجل نہ قرآن یا حدیث سے بہتر آگاہ فرمایا ہے۔ **ترجمہ**  
 الرحمان اللہ باری سید امیر علی صاحب ترجمہ قرآن و کائنات و ہدایہ و ترجمہ جہان۔ **بشک** آسمانوں کے  
 حالات انکا نظارہ و بین و غیرہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اسکا تعالیٰ اللہ تعالیٰ الذی خلق سبع سموات طباقاً مائتہ  
 فی خلقی الرحمان من نفوت خارج البصر و انزل من فوقہم ارجح البصر کریمین نقیب ایک البصر  
 و ہر خبر و نقیب اسے تصرف (ایک) فرج البصر خاشا (اسکا عزاد الیک معبود امیر یا ہر خبر و ہر خبر)  
 ۱۔ کلیل سبطیلم بدرک طلب تو خازن مہر صفحہ ۳۹۔ اندی خلق اللہ فی یومین الارض و السموات  
 و قدر فیہا اقواتہ فی یومین و ہما یوم الثناء و الا و جاع فضارت اربعۃ ایام فقطعتن سبع سموات  
 ہذا اربعین و فرغ من خلقن فی یومین و ہما الخمسین و الحسین و الحسین (و ادھی فی کل سماء امرۃ) کالی ابن عیسی  
 خلق فی کل سماء خلقاً من اللہ تکلم و خلق ما فیہا من النور و جبال البر و جبال الیوم الا اللہ اعلم۔  
**ترجمہ خازن۔** (و ہر دو خان) ایک اللہ خان کبھی اللہ و قبل کاف النور قبل خلق السموات و الارض  
 علی اللہ اعلم اراد اللہ تعالیٰ ان خلق السموات و الارض امر اربع و فرغت الماد و ارفع منہ بنی کائنات  
 خلق منہ السما و ثم انزل من اللہ خلقاً واحدہ ثم فقطعت سبعاً۔ **خازن۔** و ہر سماء و ہر سماء  
 شداد (یہ سبع سموات ممکنہ لیس طریق علیہا شقوق و لا فطور علی عرزان لہ ان یالی اللہ  
 خازن۔ (و سبع) سبع سموات (شداد) جمع شذیرۃ اے ممکنہ قوتہ لا یوثر فیہا سرور و الزمان  
 او فطور علی کل واحد صمد خمساً تمام سقیر کرک۔ فقطعتن سبع سموات فی یومین و  
 چنانچہ تیرہ سماء و ایک دوسرے پہر محیط میں اور ایک سماں سے دوسرے آسمان پہر سورج کی  
 واقعیت جیسے کرکڑ میں سے آسمان ایک پختہ شورش کی راہ ہے۔ **ترجمہ** اس آیت سے ظاہر ہو گیا  
 کہ آسمان سماں سے پیدا فرمایا نہ ہر روز از انکہ تفسیر کریمین اور طیبہ سراج میں لکھا کہ عمار و فطرت نے  
 بنائی کہ یہ وہاں جس سے سماں بنایا گیا ہے کہ ہوا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہوا کہ آسمانوں کی پیداوار میں  
 پہلے ہر سماء کی عمارت یا بنی ہر سماء خلق و کائنات پر مشتمل اللہ تعالیٰ نے اسکی بنیاد میں سورج و انظر اب  
 ہر سماء کی عمارت یا بنی ہر سماء خلق و کائنات پر مشتمل اللہ تعالیٰ نے اسکی بنیاد میں سورج و انظر اب  
 ہر سماء کی عمارت یا بنی ہر سماء خلق و کائنات پر مشتمل اللہ تعالیٰ نے اسکی بنیاد میں سورج و انظر اب



[illegible]





[illegible]

علم نبوت کے کیس اور دیگر احادیث اور روایات مرویہ مذہب اسلام میں بیان ہوئی ہیں وہ کسی طرح  
علم نبوت کے موافق نہیں ہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا آسمانوں  
درمیان کے مسافت پر ہونا اور وہ دیکھنے میں تو بڑا دور ہے مگر علم نبوت قدیم یونانی جو کہ  
الہیہ تھا اس کے مقابلے میں علم کی تکذیب کرتے ہیں۔ جلال الدین سیوطی نے اپنے جوابات  
قرآنی اور روایات اسلامی سے اخذ کرنے کے ایک ہیئت و اصولی بنائی ہے اور اس پر ایک شانہ حسنہ القیاس  
فی البیۃ الشنیۃ تحریر کیا ہے ایک مسئلہ بھی اس کے علم نبوت یونانی سے موافقت نہیں رکھتا اس میں اشتہار  
روایات لکھی ہے کہ عرس یعنی ملک اللہ ملک کے گرد چار شہر ہیں ایک نور کی ایک نور کی ایک نور کی  
ایک بانی کی بھر نکھانے کو جیسو رکھ دنیا کے لوگوں کی بولیاں ہیں اتنی ہی زبانیں عرش کی ہیں بھر نکھانے  
کہ عرش شریف یا حوت کا ہے اور عرش کینچے پر جیسو ہے ایک روایت کی مستند بر نکھانے کہ عرش حضرت  
سے اور اس کے چار پاؤں یا حوت امر کے ہیں۔ عرس کے آگے ستر ہزار برس ہیں ایک لاکھ ایک شصت لاکھ  
جزائیل عدائے کہا اگر میں دریا بھی اس کے پاس جاؤں تو میں جاؤں۔ بیت۔ لکھ لکھ ہر طرف ہر طرف  
فرخ جلی سورداہم و بھر نکھانے ہیں کہ سات نوپن مثل سات آسمانوں کے تو برقی ہیں ہر ایک  
موشائی پانچ سو برس کی راہ چلنے کے برابر ہے اور ہر ایک معلق زمین کو ایک دوسرے سے اس قدر  
فاصلہ ہے۔ رعد کو وہ ایک فرشتہ اور اس کے آواز کو کوکب اور اس کے بھاب یا کوڑہ کی جھلک کو  
بجلی قرار دیتے ہیں آسمانوں کو مثل قبہ کے کہتے ہیں اور اس میں دروازے قرار دیتے ہیں۔ مقدور  
سمندر کی بابت روایت کرتے ہیں کہ جب فرشتہ سمندر میں پاؤں رکھ دیتا ہے تو مد ہوتا ہے  
اور جب نکال دیتا ہے تو جزر ہوتا ہے۔ عرس کہ اسطر عر لغو و محمل و موضوع روایتیں اسلام میں  
ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے اور اس پر یقین کرنا چاہتے ہیں اور عقائد بھی مثل سوزا  
مذہب کے دیکھو ان تصانیف میں جگہ دی ہے اور علم نبوت یونانی ان سب کا تکذیب کرتا ہے یہی نبوت  
یونانی اور اس کے مخالفین میں خلق ہے تاکہ ان کی تردید کی جائے یا وجہ تطبیق بیان ہو اگر ہم  
نبوت قدیم یونانی سے درگزر کریں اور نبوت جدید پر جواب تمام علمی دنیا میں مسلم ہے نظر کریں  
اور دیکھیں کہ ہر ملک کے اہل علم کا اس پر اتفاق ہونا چاہیے تو وہ عقلی اس کی اور شک جھوٹ کے موجود  
مسائل اسلام کے کہ حکایت اسلام کے برخلاف ہے ہیں یہ کہہ کر دین کو نصیحت و انبیاء کی حیرت سے توفیق  
نہیں ہے عر عر عر۔ (النظر لتبیین الحق فی المسائل الخلافیۃ) یہ تقریر ہے یہ بات کوئی بات  
ہوئی کہ اسلامی روایات شریف و احادیث ضعیف متفق علم نبوت نہ با ایک ہیئت لطیفہ موسیٰ کے موافق ہے  
اور نہ نبوت فیضا عر موسیٰ کے مطابق۔ بس آیات قرآنی کے حوالے نبوت فیضا عر موسیٰ کی مانند کرنا بھی عر  
عقل ہے۔ اور پھر سید صاحب جو احادیث صحیحہ کی نسبت یہ کہتا ہے کہ اگر علماء سید عر و موسیٰ  
و موضوع روایتیں اسلام میں ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے یہ ان کے بلکہ دلیل  
کہا نہایت عقلی پر مبنی ہے۔ مگر احادیث ضعیف کی نسبت ان کی یہ روایت قبیح نہیں کیونکہ ان کے سید قرآن  
جس نبوت یہ ہے جیسے انہوں نے اپنی کتاب قرر فی اصول التفریق لکھا ہے۔ عر نہ نقد ان کا قسم کے تفسیر  
کو بڑا اور بڑوں عقائد میں کے جو علماء ادب سے عداوت رکھتے ہیں باقی کو محض فضول اور غلو بر روایات  
ضعیف و موضوع اور قصص بے سرو پا یا باجو اکثر یہودیوں کے قبول سے اخذ کرتے ہیں۔ عر  
عقلی اصل راہ یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن بلفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا  
خود اللہ کی جانب سے کہ جبریل فرشتہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ علم علما کے اسلام کا ہے یا  
بلکہ نبوت کے جو روح اللہ میں سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا  
تو جبریل امیں قرآن پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا  
تم خود اپنے نفس پر غور کرو کہ کوئی عقول حق میں مجروح عن اللفاظ آدمی نہیں سکتا اور نہ ان کا ہوسکتا  
ہے مگر ان کے الفاظ سے مجروح ہونا حالات خلقی سے ہے اس کے قرآن مجید بلفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے  
نیز فی اصول التفریق سید احمد خان صاحب



[illegible]





۱۔ زمین کے نیچے سے اُٹھنے والی آگ اور دھواں کی طرح آسمان کی طرف اُٹھتا ہے۔  
 ۲۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۳۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۴۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۵۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۶۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۷۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۸۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۹۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔  
 ۱۰۔ آسمان کی سطح پر آگ اور دھواں کی طرح اُٹھتا ہے۔

[illegible]



کہ جو خدا انکے اندر لے کر دے بلکہ اسے خود سرور و نادر و عزیز کند و اور نصیر حقانی میں ہے کہ ان کا تبارک و تعالیٰ  
 وہاں پہنچا جو جس کا صفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے حقانیت موجودات کیساتھ (اور زمین و آسمان  
 کے حالات کی تفسیر و تفسیق ہے جس کی تعلیم اس کے فرمودہ کے مطابق میں سب کو (اس کا حکم عطا فرمائی) تو جہات  
 باطنی اور ظہری و داغ و درخشاں کا تصور سمجھتا ہے اور ان کے درمیان فرق ہے۔ نصیر حقانی ص ۷۰ ص ۷۱ -  
 اور نصیر خواہت اور حال میں ہے کہ یہ نصیر کہتے ہیں کہ آسمان کوئی چیز نہیں جو اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دریا و  
 جھیل اور تمام پانیوں میں عکس ایسا نظر آتا ہے اگر یہ جسم نہیں تو متنبہ نظر کا عکس ہے  
 ورنہ بالکل باطل ہے کیونکہ عکس کے واسطے جسم کہ ہو نا ضروری ہے۔ غلط وہ اسکے یہ خیالی  
 مقام اگر یہ انتہا ہے تو میں اس کی حد نہیں تو بے انتہا دوری کا موجود ہونا قطعاً باطل  
 ہے اور اگر انتہا ہے تو وہی آسمان ہے (یہاں متنبہ بے انتہا دوری کا محال ہونے کے ابطال میں۔  
 نیز ذریعہ علم مساحت ایک عقلی دلیل بھی ہے اور فرمایا ہے) میں معلوم ہوا کہ بے انتہا کا وجود موجود نہیں  
 اس دلیل کو ذرا غور سے دیکھو تو خود میں بات معلوم ہو جائیگی۔ نصیر خواہت الرحمان ص ۷۲ ص ۷۳  
 (اور وہ عقلی دلیل انہوں نے یہ بیان کی کہ اگر کہہ کر کہ بے انتہا دوری تو خود سے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر کہہ کر  
 اپنے قدم سے پہنچا کہ اس کی طرف پہنچنا شروع کر دینے تو ہمارے قدم سے ایک جرم بے برابر اس انتہا تک پہنچ  
 ہے اور ہر جرم کا پیمائش اپنے سر سے شروع کر دے تو اب ہم کہتے ہیں کہ جرم کا اوپر کا کنارہ دو طرفہ بے انتہا  
 حکم ہے اور اس کا سر ایک قدم سے دور ہو کر چھوٹا ہے سر سے آدھ چھوٹا ہو جاتی قدم دے کہ یہ قدم کا کر  
 اوپر کی طرف ہر ایک کرنا چاہو اب ہو کہ بتلا کہ اوپر جا کر ایک چھوٹا ہوا پانچواں اگر چھوٹا ہو تو زمین  
 انتہا ہو گئی اور اگر بے انتہا ہے تو بے انتہا ہونے میں دو طرفہ برابر سے حال آنکہ تمہاری آنکھوں  
 کے سامنے ایک چھوٹا تھا اور ایک بڑا تھا۔ اور جو کہ چھوٹا ہو کر آدھ تو برابر ہو نہ وہ عقلی  
 (عقلی جرم بے انتہا خواہت رحمان ص ۷۴) اب میں کہتا ہوں کہ جب آسمان کا ہونا ثابت ہو اور اس کے  
 کے دیکھنے سے بھی اور عقل کی قطعی دلیل بھی اور تمام مخلوقات جو انکھوں میں سے چلی آتی ہے سب  
 میں سے کہیں نہ کہیں ان کا بھی نہیں کیا اور اس قدر غور نہ نہایت بلند حد کا مابین وہ سے خالص  
 بھی کر لیا غرضیکہ (آسمان) بتلا میں انکار کے سوا اور قطعی ثبوت ہوا۔ نصیر خواہت الرحمان ص ۷۵  
 جب آسمان کا ذی جرم ہونا ثابت ہو گیا تو زمین کی حرکت محسوس دانی جو پہلے مذکور ہو چکی ہے  
 وہ باطل ہو گئی۔ جسے کہ نصیر خواہت الرحمان میں ہے۔ اور میں اور ثابت کر چکے ہیں کہ آسمان کا وہ  
 خلاف دلیل سے ثابت ہے تو زمین آسمان سے اس کی گردش پر ہے اور جس نے کہا کہ زمین آسمان  
 کے گرد گھومتی ہے اس نے غلط کہا کہ اگر آسمان کی قدرت دیکھو کہ آسمان میں سے جہت ہر ثابت ہے یعنی  
 میں اس طرف کہ جب آسمان کے گرد گھومتی ہے تو آفتاب مرکز ہوا اور زمین کا دورہ جو زمین سے  
 بتلا (۳۶۵) روز میں ہوا یہ ہو یا یہ محیط ہے اور نصف قطر آفتاب کی دوری زمین سے  
 ہے وہ تو گھڑ چھوٹا ہی لاکھ میل تھا ہے تو پورا قطر آفتاب کی دوری زمین سے (۳۶۵) گھڑ  
 ہوا اب یہ محیط چھوٹا ہی پیمائش لاکھ اور زمین کا قطر آٹھ ہزار میل تو محیط لاکھ لو اب بتلا کہ  
 کہ زمین کے محیط کو تین سو بتلا (۳۶۵) میں ضرب دینے سے مقدار پورا ہو جائے  
 جو محیط گردش کی ہے حال آنکہ اس میں گردش کی تفاوت ہے یہ (اس کا قول) میرے عقل سے  
 نصیر خواہت الرحمان ص ۷۶ اور نصیر حقانی میں ہے کہ اگر زمین کا ایک ہزار اگر وہ اس بات کا خیال  
 ہے تو سات آسمان ہیں ایک نزدیک تو کہیں آیت کے ظاہر میں (یعنی آیت و دل کے خلاف سمجھنے کے)  
 اور جہاں اہل اسلام بھی ان بات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں مگر حکم کا ایک فرق  
 کہتے ہیں کہ آفتاب و مہتاب کبھی ٹھک میں جڑھ ہوتے نہیں ہیں وہ اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت  
 کرتے ہیں اور فلک کوئی جسم دار چیز نہیں ہے اس عقیدہ پر ہر ایک کا ایک طرف میں تیرنا حرکت  
 کو نہایت اس وجہ سے درست نہیں ہوتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار ہونا چاہیے



[illegible]







